# ماہنامہ الاحسن

رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

سرپرست اعلیٰ و مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث و التفسیر مولانا مفتی محمد زر ولی خان صاحب

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

رمضان میں تفسیر بھی مطلوب سفر ہے

شیخ الحدیث و التفسیر مولانا مفتی **محمد زرولی خان صاحب** دامت برکاتہم العالیہ

اپنے اساتذہ اور مشائخ تفاسیر کے طرز پر قرآن کریم کے مکمل ترجمہ اور تفسیر کا درس دیں گے

## دورہ تفسیر کی خصوصیات

- توحید خداوندی کا ببانگ دہل اعلان
- جناب نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کی مدلل تشریح
- اکابر علماء و اولیاء کا والہانہ تذکرہ
- علماء دیوبند کے مسلک و مشرب کی صحیح تشریح
- فرق باطلہ کا بھرپور رد
- تاریخ اسلام کا مکمل احاطہ
- ۲۰۰ سے زائد کتب تفاسیر سے مراجعت

**خواتین کیلئے پردے کا خصوصی انتظام ہے**

انٹرنیٹ پر براہ راست سننے کیلئے وزٹ کریں www.ahsanululoom.com

## الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان فون نمبر 4978102, 4818210, 4968356

بیاد

امام العصر خاتم المحدثین فی الہند حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

واحسن کما احسن اللہ الیک

# ماہنامہ الاحسن کراچی

تذکرۂ اسلاف اور علوم تصوف و احسان کا امین

رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم

نائب مدیر

محمد ہمایوں مغل

**مجلس مشاورت**

- مولانا عبد الرشید انصاری
- پروفیسر مزمل حسن
- مولانا منصور الرحمٰن
- جناب عمر فاروق

**ترتیب و پروف ریڈنگ**

- مولانا عبد الشکور
- مولانا سہیل احمد
- مولانا مفتی صفی اللہ
- مفتی افضل محمد صدیقی

قیمت -/25 روپے

رابطہ: دار التصنیف و دفتر ماہنامہ الاحسن

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان فون نمبر 0300-2608763

# احسن الترتیب

## اداریہ



## وفیات



## احسن الخطبات



## مضامین



## اکابرین امت



## احسن الاخبار



## احسن المفاہیم

# معارف و محاسن

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

اہل عقل نے کہا ہے کہ حکومت کفر کے ساتھ چل سکتی ہے لیکن ظلم کے ساتھ نہیں، اہلیان پاکستان کی بدنصیبی ہے کہ ایک ظالم کے بعد اس سے بڑھ کر ظالم ہی مسلط ہوتا ہے۔ غالباً حجاج ابن یوسف کے خلاف شکایت پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا تھا

''اصبروا فانہ لا یاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ شر منہ''

(بخاری شریف ج ۲ص ۱۰۴۷، ترمذی ج ۲ص ۴۴، مشکوۃ ج ۲ص ۴۶۳)

اے لوگو صبر کرو کیونکہ اگر ایک ظالم اترے گا تو دوسرا اس سے بڑھ کر ناکارہ حکمران آئے گا۔ کیونکہ ''اعمالُکم عُمّالکم ''شامت اعمال ما صورت نادر گرفت۔

کیونکہ پرویز مشرف نے تو ایک مسجد و مدرسہ پر یلغار کیا اور وہاں کے معصوم بچوں اور بچیوں کو بھون ڈالا، مگر اس وقت امن کے دعوے کرنے والے اور مذاکرات کے ذریعے تشدد کرنے والے حکمرانوں نے جو خلاقی اور انتظامی پانسہ بدلا اور انہوں نے پورے ایک صوبے کو صرف جلانے یا قتل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ وہاں کے نہتے لوگوں کو جس طرح بے گھر اور بے در کر دیا، وہ تاریخ کا ایک سیاہ اور بربریت پر مشتمل سانحہ ہے۔ جبکہ یہی حکمران گذشتہ ظالم کے خلاف سیاسی توجہ حاصل کرنے کے لئے اس کے مظالم کو گنواتے ہوئے اپنی سیاسی آمجگاہوں کو سجاتے تھے اور ببانگ دہل حکومتی اقدامات کو پر تشدد گردانتے ہوئے اپنی طرف

سے امن اور آشتی کے بلند بانگ دعوے کرتے رہتے تھے جو اخبارات اور (میڈیا) کے بطون میں یاداشت کے طور پر موجود ہے۔ طرفہ تماشہ یہ کہ سب کچھ شاہ بہادر جرنیل صدر مملکت کے ایک ہی امریکی دورے میں اور صدر اوبامہ سے داد تحسین لینے کے لئے کیا گیا،   تف ہو اے چرخ گردوں تف ہو

پھر اس ظلم وستم پر وہاں کے نہتے اور بے گھر مسلمانوں کے خون کے بدلے دنیا سے چندہ اور تعاون اکٹھا کرنے کی جو مہم جوئی کی گئی وہ بھی ان کی ناکام پالیسی اور ظالمانہ اقدامات کی پاداش میں بری طرح ناکام ہوگئی۔ خود ان کا واویلا ہے کہ اقوام عالم نے اس ضرورت کے موقع پر اور ان تابناک واقعات میں کما حقہ مرہم پٹی نہیں کی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی بداعمالی بیان کی ہے کہ یہ خود ہی اپنے لوگوں کو گھربار چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں اور پھر ان کی مدد ونصرت کرنے کو بھی کار ثواب سمجھتے ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں ''وھو محرم علیکم اخراجھم '' کہ انہیں اس طرح بے گھر اور بے در کرنا حرام اور ناجائز ہے۔

آگے فرمایا کہ اپنے مفادات کے لئے لوگوں کی عزت اور زندگی کا سودا کرنا اور اس سلسلے میں کچھ دین ماننا اور کچھ دین نہ ماننا دنیا میں رسوائی اور ذلت، آخرت میں عذابِ شدید کا باعث ہوگا۔ دوسرا سانحہ یہ کہ سیاسی زعماء اغراض دنیا کے لئے اندر سے حامی ہیں اور بظاہر دکھی ہوئی عوام کے ساتھ ہیں۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں یہ بازیگر دھوکہ کھلا

پھر تیسرا سانحہ یہ کہ علماء اور اہل دین وایمان کو دین سے دور کرنے کے لئے ان پر مختلف الزامات لگائے جارہے ہیں اور انہیں دینی آزادی اور دینی تعلیمات کے تناظر کو ختم کرنے یا مخدوش کرنے کی مغرب نواز ذہنیت کی ہمراہی کرتے ہوئے دھمکیاں دی جارہی ہیں۔

چوتھا سانحہ جو ان سب سے بڑھ کر ہے وہ یہ کہ عدالت عالیہ جن کی قوت عدل کی بحالی کے لئے پوری قوم نے قربانیاں دیں، وہ یا تو مرغیوں کی خوراک پاک کرنے یا خواجہ سراؤں کی مردم شاری کے لئے

آج کل بطور خاص متوجہ ہوئے ہیں۔

بعض اطراف روایات میں ہے کہ خدائی پکڑ اور عذاب کا ایک رنگ یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگ اپنے منصب کے مقتضیات سے ہٹ جاتے ہیں۔ جس ملک میں اعلیٰ ذمہ دارانِ عدل جو صدر وزیر اعظم اور آرمی چیف سب سے احتساب کا مقام و مرتبہ رکھتی ہے، وہ ان سب کے کرتوت پر اور ظلم کی سیاہ رات پر ازروئے مصلحت یا بوجہ معاہدۂ مکتومہ کے سکوت اختیار کر لے اور اس کے بجائے جانور جو غیر مکلف ہیں اور ان کی خوراک پاک پلید دونوں بن سکتی ہے جس کو معمولی درجہ کا فہم اور عقل رکھنے والا بھی جانتا ہے اور تیسری جنس جو تقریباً اکثر تکلیفی احکام سے ماؤف جانے جاتے ہیں ان پر توجہ اور ایکشن لینے کے موڈ میں ہو، مگر سوات اور وزیرستان کے خون آلودہ مسلمانوں اور وہاں کے بوڑھے، خواتین، بیمار اور چھوٹے بچوں کے لئے ان کے پاس دادرسی کے اوقات نہیں ہیں۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے بجا فرمایا ہے کہ ایسے ظالم کا میں خود احتساب کروں گا۔ ''واذالموء دۃ سئلت ٥ بای ذنب قتلت '' (سورۂ تکویر)۔

بہرحال یہ دنیا ہے اور دنیا کے ایام ہیں ان سے پہلے ان سے بڑھ کر ظالموں کا احتساب دیکھا گیا ہے ''ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظٰلمون '' (سورۂ ابراہیم آیت ۴۲ کا حصہ) اور آپ گمان نہ کریں کہ اللہ بے خبر ہے ان اعمال سے جو یہ ظالم کرتے ہیں۔

از مکافات عمل غافل مشو

گندم از گندم بروید جو از جو

# نابغۂ وقت عبقری زمانہ امام اہل سنت محقق العصر شیخ الحدیث والتفسیر

# حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمۃ اللہ علیہ

# کاسفرِ آخرت (دوسری قسط)

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم

## سماع الموتی

مسئلہ سماع الموتی زمانہ اصحاب رسول سے مختلف فیہا ہے حضرت عمر، حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت ابن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ سماع الموتی کے قائلین ہیں جبکہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بعض دیگر حضرات کا میلان بظاہر انکار کی طرف ہے، اگر چہ علی التحقیق مانعین کا تقریباً رجوع ثابت ہے۔ چنانچہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے پاکستان کے شیخ الاسلام مشہور مفسر، متکلم اور محدث حضرت مولانا شبیر احمد عثانی صاحب رحمہ اللہ نے فتح الملہم شرح صحیح المسلم میں ام المؤمنین کا رجوع ثابت کیا ہے، ”واخرجہ احمد باسناد حسن فان کان محفوظا وکانھا رجعت عن الانکار لما ثبت عندھا من روایات ھؤلاء الصحابۃ لکونھا لم تشھد القصۃ“

(ج ۲ ص ۴۳۸ فتح الملہم شرح صحیح المسلم)

بہر حال محقق العصر نے اس مسئلے پر ”سماع الموتی“ کے نام سے ایک باقاعدہ تصنیف فرمائی تھی جس میں مخالفین کے استدلالات پر علمی نظر ڈالی تھی اور تقریباً سب مواطن میں جواب شافی دے دیا۔

**الاعتذار :** واضح رہے کہ اس سے قبل جو تبصرہ ہوا ہے وہ تسکین الصدور پر تھا عنوان میں غلطی سے سماع الموتی لکھا گیا امید ہے قارئین درگذر فرمائیں گے۔

## درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ

بریلوی فرقے کا خیال ہے کہ وہ ہی درود شریف پڑھنے والے ہیں اور وہ اپنے مخالفین علماء اہل سنت والجماعت حضرات دیوبند کو یہ الزام دیتے ہیں کہ یہ درود نہیں پڑھتے ہیں، بلکہ درود شریف پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ جبکہ ان کا یہ سارا خیال ابلیس کا وسوسہ ہے اور اس کا علمی میدان میں کوئی مقام نہیں ہے قرآن کریم نے ان جیسے مغالطہ آفرین یہود کو کہا تھا" ولا تلبسو الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون "(سورۂ بقرہ آیت ۴۲) کہ کیوں حق کو باطل سے ملاتے ہو اور حق چھپاتے ہو جبکہ تم یہ جانتے ہو۔ درحقیقت علماء اہل سنت حضرات دیوبند درود شریف پڑھنے کو عبادت سمجھتے ہیں اور عبادت میں جعلسازی بدعت کہلاتی ہے۔

حدیث صحیحین" من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو رد "(بخاری شریف ج ۱ص ۳۷۱) کا یہی مطلب ہے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا" اما السلام علیک قد عرفناہ فکیف الصلوٰۃ "تو آپ ﷺ نے فرمایا" قولوا اللھم صل علی (الخ)" الحدیث (بخاری شریف ج ۲ص ۷۰۸)۔ واضح رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بنانے کی کوشش نہیں کی کیونکہ وہ اہل سنت تھے اور نبی کریم ﷺ نے بھی انہیں بنانے کی اجازت نہیں دی، بلکہ خود تعلیم فرمائی، اس قسم کے تمام مسائل اور احکام اس سے ثابت ہیں۔ اس بارے میں بریلویانہ مغالطات اور دیگر ان کی سعیٔ لاحاصل اور اس بارے میں تاریخی اور تحقیقی مقتدر مقالہ کتابی شکل میں حضرت شیخ رحمہ اللہ نے تصنیف فرمایا ہے۔ یہ کتاب" درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

ضوء السراج فی تحقیق المعراج

حق تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ان گنت معجزات نصیب فرمائے ہیں، آپ ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کے اعمال وحیات کی بقاء اور دوام اور آپ کو ملنے والی کتاب قرآن کریم یہ سب عظیم الشان معجزات ہیں۔ علماء امت نے اس موضوع پر مستقل تصنیفات تحریر فرمائی ہیں، حق تعالیٰ نے آپ کو سبع سماوات اور پھر ملاء اعلیٰ اور لامکان تک کی سیر کرائی۔ بزرگانِ دین کی اصطلاح میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)

تک کے سفر کو "اسراء"، جبکہ بیت المقدس سے سبع سمٰوٰت تک کی سیر کو "معراج" اور سبع سمٰوٰت سے لامکان تک کے سفر کو "اعراج" کہتے ہیں۔ بعض روایات کے بارے میں سوءِ فہم کے نتیجے میں اور احسن الدرایت نہ ہونے کی وجہ سے اس تمام عز و شرف کو رؤیا اور منام تک محدود کر دیا گیا، جبکہ یہ قوی دلائل کی روشنی میں غلط اور بے ہودہ قول ہے۔

اس قسم کے دیگر بہت سے شکوک و شبہات اور تاویلات باردہ کے رد میں حضرت شیخ نے یہ کتاب ضوءالسراج فی تحقیق المعراج تحریر فرمائی جو کہ تحقیق اور تاریخ کا ایک شاندار برہان قاطع ہے اور بے ہدایت اور بے نور افراد کے لئے روح ہدایت اور نور علیٰ نور کا باعث ہے۔ یہ کتاب علماء، طلباء اور عوام کے لئے مسئلہ معراج سمجھنے کے لئے اور اس سلسلے کے عجیب و غریب فوائد و برکات کو جاننے کے لئے انمول اور نادر خزانہ ہے۔

## حکم للذکر بالجهر

اللہ تعالیٰ کا ذکر جہراً بھی ہوا ہے اور سراً بھی، جہر کے اکثر مواقع خود شریعت نے متعین فرمائے ہیں جیسے اذان، اقامت، جہر قرات، وعظ، نصیحت اور خطبوں میں حق تعالیٰ شانہ کا ذکر جبکہ اخفاء ذکر زیادہ پسند ہے کیونکہ اس میں ریاء وغیرہ جیسی تباہ کاریوں سے عافیت ہے۔ بزرگان دین کے ہاں اصل تو ذکر بالسر رہا ہے خیر الذکر الخفی وغیرہ کے پیش نظر اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قاعدہ مشہور ہے "الاصل فی الدعوات والاذکار الاسرار" (ہندیہ) اور کہیں کہیں "ولا یجهر بها الا احیانا تعلیما" (بزازیہ) بعض بزرگان دین کے سلاسل میں حسب المصلحت ذکر بالجہر ہوا ہے مگر پسندیدہ ان کے ہاں بھی ذکرِ اخفاء تھا۔ بدعتی فرقے نے حدود و آداب پامال کرتے ہوئے وقت بے وقت ذکر بالجہر کو اصل عبادت سمجھا اور پھر یہ باور کرنے لگے کہ یہ اہل سنت والجماعت احناف کا شعار ہے۔ جبکہ یہ سارا غلط اور خلاف شرع اور خلاف تحقیق ہے۔ چنانچہ امام اہل سنت محقق العصر نے اس موضوع پر ایک رسالہ "حکم الذکر بالجہر" تصنیف فرمایا اور اس میں متقدمین اور متاخرین اور علماء تفسیر حدیث اور فقہ اور اہل نسبت بزرگوں کی تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ اصل ذکر بالسر ہے جہر کسی مصلحت ترغیب یا تشویق یا تعلیم کے علاوہ مفید نہیں ہے اور اس سے عبادت

حبط ہونے کا اندیشہ ہے۔اس عاجز کے نزدیک اس مسئلہ پر ایک جگہ میں اتنی سیر حاصل بحث اس سے پہلے کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذری۔

## شوقِ حدیث

حضرت شیخ نے منکرین حدیث اور محرفین حدیث کے پروپیگنڈے سے متاثرین کے لئے احادیث رسول ﷺ کے شوق اور رغبت دلانے کے لئے یہ تصنیف فرمائی ہے۔یہ کتاب اپنے بعض اطراف اور تحقیقات کی وجہ سے خطیب کی الرحلہ فی الحدیث وغیرہ سے نافع اور فائدہ بخش ہے۔کتاب ایک دفعہ دیکھی جائے تو رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔شوقِ حدیث،حدیث سے محبت رکھنے والوں، علماءِ حدیث اور طلباء حدیث کے لئے ایک کامل رہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔اس عاجز کے خیال میں اردو میں جاننے والے اگر اس کتاب کو ایک بار اول سے آخر تک پڑھیں تو وہ حدیث کے قدر دان طالب علم اور شاہکار عالم بن کر نکلیں گے،حضرت شیخ کی تصنیفات میں سے یہ بھی آپ کے لئے بہترین ذخیرہ ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

## بانی دارالعلوم دیوبند

بعض بے دینوں کے پروپیگنڈوں سے دارالعلوم دیوبند اور اس کے بانی مبانی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ کیچڑ اچھالی گئی اس کے جواب میں حضرت شیخ نے کتاب لکھی اس کا نام ہے''بانی دارالعلوم دیوبند،حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اور ان پر اعتراضات کے جوابات''کتاب میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجلۂ مشائخ اور مشہور تلامذہ اور ان کی گراں قدر تحقیقات اور تصنیفات خاص طور پر دارالعلوم کا قیام اور اس سلسلہ رشد و ہدایت کے چشمہائے فیضان کے انوار و برکات کو اس انداز میں بیان فرمایا ہے کہ گویا میدان کو قیمتی ہیروں اور جواہر سے لبریز کردیا گیا ہو اور ہر خوشہ چیں کو موقع فراہم کیا گیا ہے کہ وہ اس سے قسمت اور شوق کی جھولیاں بھرے۔کتاب جہاں تک حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں سلسلۃ الذھب ہے وہاں دارالعلوم دیوبند کی تاسیس اور قیام اور مقاصد میں بھی واضح اور جلیل برہان ہے۔حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب''تحذیر الناس'' کے سلسلے

میں اس کی بعض عبارات کی بھی شافی شرح کی گئی ہے جواب تک کے دیئے گئے جوابات سے زیادہ طاقتور اور مثالی ہیں۔

## الحاوی فی تحقیق عبارۃ الطحاوی

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح معانی الآثار تبحر اور توسع علوم میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے اور تحت الحدیث مذہب حنفی کی حمایت اور نصرت میں یہ کتاب انسائیکلو پیڈیا ہے۔ چونکہ امام طحاوی رحمہ اللہ عالم بہت بڑے ہیں اور ان کی یہ کتاب بھی نہایت جامع ہے، اس کی بعض عبارات کے سلسلے میں لوگوں کو کچھ مغالطہ ہوا ہے۔ مثلاً امام طحاوی کی شرح معانی الآثار میں بعض عبارات سے بلاوجہ یہ سمجھا گیا کہ وہ بنو ہاشم کو زکوۃ دینے کے حق میں ہیں، جبکہ طحاوی پڑھانے والے اور سمجھنے والے کے لئے یہ بات مضحکہ خیز ہے
کسی شاعر نے خوب کہا ہے

وکم من عائب قولا صحیحا　　وآفته من الفهم السقیم

چنانچہ حضرت شیخ کو اوائل عمر میں، کوئٹہ وغیرہ کے اسفار میں بعض ایسے علماء سے واسطہ پڑا جو کہ اس غلط عندیہ پر قائم تھے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے رد میں طحاوی کی عبارات کا ایسا بہترین حل اور شرح پیش کی کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا۔ یہ تحقیقی کتاب ''الحاوی فی تحقیق عبارۃ الطحاوی'' کے نام سے مشہور ہے۔ اگر مغالطہ کھانے والوں میں انصاف اور لحاظ ہو تو ان کے لئے حق موقف کی طرف رجوع کا اس میں خاصہ سامان ہے۔ اس ضمن میں فتاویٰ شامی لابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں بھی بنو ہاشم کے لئے زکوۃ جائز کرنے والوں نے خاص کج فہمی کا ثبوت دیا ہے۔ حضرت شیخ نے اس قسم کی علمی فروگزاشتوں اور تحقیق سے بعید مغالطوں کی اصلاح کے لئے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی متنازع فیہ عبارت کی ایسی شرح اور وضاحت فرمائی جس سے فضاء کی کدورت خوش رنگی میں تبدیل ہوگئی اور ساتھ ہی ابن عابدین کی فتاویٰ شامی (رد المحتار) اور دیگر فقہاء احناف کی عبارات اور تحقیقات کا انبار لگا دیا۔

چونکہ اس عاجز نے بھی اس موضوع پر ''احسن القربات بمنع الزکوۃ الی السادات'' کے

نام سے ایک مختصر رسالہ ترتیب دیا ہے اور اس دوران سب سے زیادہ استفادہ حضرت شیخ کی اس کتاب سے نصیب ہوا۔ یہ تصنیف حضرت شیخ کے محدث کبیر ہونے اور فقیہ علی الاطلاق ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ کتاب فقہاء اور محدثین، طلبہ اور مفتیین کے لئے علمی خزانے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کتاب بھی حضرت شیخ کے لئے دیگر کتابوں کی طرح ذخیرۂ آخرت اور عمل شافع اور مشفع بنائے۔ (جاری ہے)

# علم وتحقیق کے سالار حضرت مولانا محمد امین صاحب اورکزئی رحمہ اللہ تعالیٰ کی المناک شہادت

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم

اے الٰہی تیرے بندے جہاں بھی پائے جاتے ہیں
تو خاک و خون میں تڑپائے جاتے ہیں

افسوس اربابِ حکومت جس طرح سابقہ حکمران کے نقش قدم پر چلنے لگے ہیں اس سے ملک مزید تباہی کے قریب ہوگیا۔حکمران اور ملک کے پاسداروں کا اہم منصب اہلیان ملک کا تحفظ ہے، اگر ان میں واقعتاً جرم داریا قرار واقعی کا سزاوار پایا جاتا ہے تو اسے عدل وانصاف کے تحت مطلوبہ سزا ہی دلائی جاتی ہے۔لیکن آج کل ہمارے امریکہ کے وفادار حکمران اور ان کے زرخرید عناصر دہشت گردی کے نام پر جو ماحولیات بنارہے ہیں اس سے حکمرانوں کا خود دہشت گرد ہونا اور مرتکب جرائم ہونا ثابت ہورہا ہے۔ چنانچہ ملک کے کسی حصے میں بھی جب وہ چاہیں تو انہیں دہشت گرد انتہاپسند یا دہشت گردوں کا خوگر اور ان کا حمایتی قرار دے کران پر ڈرون حملے اور فضا سے میزائل اور گولے برساتے ہیں اور پھر ان کا مراعت یافتہ میڈیا بس اس پر اکتفا کرلیتا ہے کہ وہ دہشت پسند تھے یا وہاں حکومت کے خلاف منصوبہ بندی ہوتی تھی۔

چنانچہ ملک کے مقتدر عالم، کئی بیش بہا کتابوں کے مصنف جامعہ یوسفیہ گڑھی شاہو کوہاٹ کے بانی اور مہتمم جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے سابق مدرس اور استاذ حضرت مولانا محمد امین صاحب اورکزئی رحمہ اللہ اور ان کے ساتھ کئی ایک عزیز اور قریب کو دن دھاڑے ڈرون حملہ کرکے تہہ تیغ کردیا گیا،

خود حکام کے مطابق :

''جیٹ طیاروں نے ہنگو کے علاقے شاہو خیل میں ممتاز عالم دین مولانا محمد امین کے مدرسے کو نشانہ بنایا جس میں وہ اپنے بھتیجے سمیت شہید ہو گئے''۔

حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ اورکزئی ایجنسی ہنگو کے ایک بااثر عالم سمجھے جاتے تھے اور مولانا علاقے کے کئی ایک امن کمیٹی یا جرگوں کے رکن رکین اور ذمہ دار سمجھے جاتے تھے۔دہشت گردی یا فرقہ واریت یا اس قسم کی سرگرمیوں سے مولانا مرحوم کا دور کا بھی کوئی تعلق نہ تھا بلکہ مولانا مرحوم کی وجہ سے آس پاس کے فسادیافتہ علاقوں میں امن قائم تھا۔شیعہ سنیوں کی کئی کشیدگیوں کا خاتمہ حضرت مولانا کی وجہ سے ہوا اور وہ امن کے خوگر اور پاسدار تھے۔حکومتی اہداف اور طریقہ کار صریحا غلط ہے اور ان کے ایک سابقہ ذمہ دار بریگیڈیر امتیاز نے تفصیل کے ساتھ طالبان کے مقابلے میں فوج کی شکست اور ناکامی کے وجوہات میں سے یہ بیان کیا کہ ان کی اطلاعات غلط ہوتی ہیں، اس لئے اپنے اہداف تک پہنچنے میں ناکام ہورہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد امین صاحب رحمہ اللہ ایشاء کے مقتدر ادارہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فرزند اور تخصص فی الحدیث سے متخصص تھے،۱۴،۱۵سال تک بنوری ٹاؤن میں ہی مدرس اور استاذ رہے،کئی شعبوں کے وہ ناظم اور بعض بڑی کتابوں کی تشریح اور تحقیق میں وہ صف اول کے عالم مانے جاتے تھے۔چنانچہ اپنے شیخ اور استاذ محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے اشارہ اور ارشاد پر دنیائے حدیث کی مشہور اور قابل قدر کتاب شرح معانی الآثار'طحاوی شریف' کی ایک مختصر اور جامع شرح لکھی جو دو جلدوں میں ہے جس کا نام ''نثر الازھار علیٰ شرح معانی الآثار'' ہے۔آپ اتنے مضبوط علم کے باوجود حد درجہ متواضع تھے اور اس کتاب کے چھپنے کے بعد کراچی کے دوستوں کے لئے کتاب خود لے کر آئے،اس کے علاوہ آپ نے مسانید امام اعظم پر بھی اپنی نوعیت کا ایک منفرد کام کیا ہے۔ایک دفعہ اس عاجز اور فقیر کے سامنے امام طحاوی کی شرح مشکل کے ملنے کی خواہش ظاہر فرمائی،حسن اتفاق سے اس

عاجز نے ۱۶ ضخیم جلدوں پر مشتمل شرح پیش کی جس کے بعد ان کی خوشی دیکھنے کی تھی۔

حضرت والا جب بھی کراچی تشریف لاتے جامعہ عربیہ احسن العلوم قدم رنجہ فرماتے اور فرماتے کہ میں آپ کے یہاں دورۂ حدیث کا منظر اور پھر شعبان اور رمضان المبارک میں دورۂ تفسیر کا نظارہ دیکھ کر اپنے بزرگوں کے علم وتحقیق کی روحانیت محسوس کرتا ہوں۔ یہ ان کا بڑا پن اور حوصلہ افزائی تھی ع

وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

آپ منطق اور نحو کے غیر معمولی استاذ سمجھے جاتے تھے۔ دوران تدریس جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں آپ کی شرح تہذیب، شرح ابن عقیل اور سلم العلوم کے دروس بڑے مانے جاتے تھے۔

بہر حال حضرت مولانا محمد امین صاحب اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ علم وعمل کے عظیم استاذ تھے۔ کو مدہوش حکومت اور ان کے ناعاقبت اندیش کار پردازوں کے ظالمانہ حملوں سے علم وتحقیق کا یہ عظیم سپوت فنا ہو کر درجاتِ شہادت پر فائز ہوا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی مغفرت فرمائے اور ان کے دینی ادارے اور عظیم کتب خانہ کو جو نقصان پہنچایا گیا ہے اس کا نعم البدل امت کو خاص طور پر علماء، طلباء، مولانا کے اعزاء واقرباء کو اور آس پاس کے مسلمان غمگساروں کو نصیب فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه و آله واصحابه اجمعین

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

# امیر المؤمنین فی الحدیث

## میرے شیخ میرے مرشد امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سعید احمد قادری مدظلہ فاضل جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

قرب قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ قرآن اٹھالیا جائے گا قرآن اٹھانے کا معنی یہ ہے کہ علماء کرام اور حاملین قرآن نہ رہیں گے، اب جتنے بڑے بڑے عالم ربانی اور فقیہ محدث اور مفسر قرآن ہیں وہ آہستہ آہستہ چلے جارہے ہیں۔ماضی قریب میں پاکستان جن اولوالعزم ہستیوں سے محروم ہوا ہے ان میں سرفہرست شیخ طریقت رہبر شریعت سیدی واستاذی ومرشدی امیر المومنین فی الحدیث جامع العلوم وجامع الفضائل والصفات شمس العلماء ربیع ریاض الاسلام جامع المعقولات والمنقولات رئیس المحققین حسام بے نیام لاعدائے اسلام ولی کامل استاذ العلماء محدث اعظم پاکستان امام فن اسماء الرجال ناشر عقیدۃ الاکابر حامی توحید وسنت قامع شرک وبدعت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ ابو الزاہد محمد سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالی کے فضل وکرم سے دین اسلام کی وہ خدمت کی جس کے چشمے تا قیامت جاری وساری رہیں گے۔حضرت استاذ صاحب مرحوم ومغفور نے مسلمانوں کو ہمیشہ صراط مستقیم پر چلنے کی تعلیم دی اور ان کے ظاہر کو اتباع سنت رسول ﷺ کے زیور سے آراستہ اور باطن کو ذکر الہی کے نور سے منور فرمایا، آپ کی تصنیفات عام فہم زبان میں لکھی ہوئی ہیں اور آپ کی تعلیم دورہ حدیث شریف اور دورہ تفسیر القرآن سے ہزاروں بندگان خدا نے فیض پایا اور آپ کی سرپرستی میں جاری ہونے والے ماہنامہ نصرۃ العلوم کہ جس سے پاکستان اور دیگر ممالک کے عوام وخواص فیض یاب ہورہے ہیں اور تمام عمر حتی کہ وفات کے دن تک ہر وقت آپ کی زبان مبارک پر ذکر الہی جاری رہا حتی کہ جب اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے تو آپ کی زبان پر فرمان نبوی ﷺ کے مطابق "من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ " کا

مصداق ثابت ہوئے۔دینی اور علمی حلقوں میں یہ خبر انتہائی حزن وملال کے ساتھ سنی گئی، کہ محدث اعظم پاکستان ولی کامل حضرت علامہ ابو الزاہد محمد سرفراز خان صفدر صاحب اس فانی دنیا کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے"انا للہ وانا الیہ راجعون" اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے"کل نفس ذائقة الموت"۔

۵ مئی بروز منگل ۲۰۰۹ء کو نماز فجر سے قبل آپ کے سانحہ ارتحال کی خبر سن کر پورے پاکستان میں کہرام مچ گیا۔حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا صدمہ حضرت شیخ کا خاندانی صدمہ نہیں بلکہ پورے اہل اسلام اور اہل علم کا صدمہ ہے اللہ تعالیٰ کا یہ نظام قدرت ہے کہ کوئی اس دنیا فانی میں آرہا ہے اور کوئی جا رہا ہے لیکن بعض جانے والے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے منصب العین اور اپنے منصب اور حیثیت کے حوالے سے ایک انجمن اور ایک ادارہ ہوا کرتے ہیں اس لئے ان کے چلے جانے سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو جاتا ہے کہ جس کا پر ہونا ناممکن ہوتا ہے۔

حضرت استاذ صاحب مرحوم ومغفور کی شخصیت عرب وعجم میں ایک امتیازی شان رکھتی تھی اور ہند وپاک کا گوشہ گوشہ آپ کے انوار علم وعرفان سے کسب ضیا کر رہا تھا آپ کا وجود ہی مادی دنیا اور منکرین حق کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا۔زندقہ والحاد کے اس پرفتن دور میں جب کہ آپ جیسے عالم ربانی کی اشد ضرورت تھی آپ کا داغ مفارقت دے جانا دین وملت کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔عام وخاص کی کثیر تعداد حضرت استاذ صاحب امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہو رہے تھے کہ آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور موت کے بے رحم ہاتھوں نے فیوض وبرکات کے اس سرچشمہ سے لاتعداد نفوس کو محروم کر دیا۔

ہائے او موت تجھے موت ہی آئی ہوتی

حق تعالیٰ کا یہ ارشاد"کل من علیها فان ویبقیٰ وجه ربک ذو الجلال والاکرام" یہ آیت جس کی صداقت کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا، انسان کا وجود جب سے اس کرہ ارض پر آیا ہے اس ارشاد پاک کی صداقت وسچائی انسان دیکھتا چلا آرہا ہے اور اس کا مشاہدہ تاریخ انسانی تا قیامت کرتی رہے گی۔اس فرمان الٰہی کی صداقت وسچائی کا ہم ہر روز مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور اس کی صداقت پر ہمارا پختہ ایمان اور یقین ہے کہ اس دنیا فانی میں جو بھی آیا ہے اس نے ایک نہ ایک دن اس فانی دنیا سے جانا ہی ہے کوئی انسان اس دنیا فانی میں ابدی زندگی لے کر قطعاً نہیں آیا ان تمام حقائق پر ایمان ویقین کے باوجود بعض انسانوں کا اس دنیا فانی سے چلے جانا ہمارے لئے ایک ایسا سانحہ بن جاتا ہے جو ہمیں جھنجھوڑ کے رکھ دیتا ہے اور جس کا زخم اتنا گہرا ہوتا ہے اور جس کا واقع ہونا گویا کہ قیامت

سے کم نہیں جیسا کہ حضرت استاذ صاحب مرحوم و مغفور امام اہلسنت کا سانحہ وفات بھی اسی نوع کا ہے۔ آپ کا اس دار فانی سے کوچ کر جانا ایک ایسا حادثہ ہے کہ ملت اسلامیہ کا باشعور طبقہ ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے اور سب نے زبان حال سے گویا یوں کہا کہ ملت اسلامیہ کا امیر کارواں امام اہلسنت ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔

حضرت استاذ صاحب مرحوم و مغفور ایک سچے اور نہایت مخلص شیخ و مربی تھے اور امام اہلسنت کے مشاغل اور ہمت کار کی مستعدی کا یہ عالم تھا کہ پیرانہ سالی اور نقاہت و ضعف کے باوجود سخت سے سخت تکلیف اور کٹھن سے کٹھن مرحلہ بھی پابندی و معمولات کی راہ میں حائل نہ ہوتا تھا کثرت مشاغل ضعف و پیرانہ سالی سب چیزوں کے باوجود حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کثیر تعداد میں آنے والے زائرین کو کبھی اپنی شفقتوں سے محروم نہ فرماتے اور یہ بھی حضرت شیخ کا کمال تھا کہ ہر ملنے والا یہی سمجھتا تھا کہ وہی حضرت شیخ کا سب سے زیادہ محبوب ہے۔ دراصل حضرت شیخ اپنے فرائض کو کما حقہ سرانجام دے چکے تھے لہذا چند سالوں سے اپنے رب اکبر سے عرض کیا کرتے تھے اے اللہ میں آپ سے بے حد راضی ہوں، آپ بھی مجھ سے راضی ہو جائیں، آپ جب چاہیں مجھے بلوالیں ہاں ایک درخواست ضرور ہے جب تیرے پاس میں آؤں تو تلاوت قرآن کا ناغہ نہ ہوا ہو اور نہ ہی کوئی نماز قضاء ہوئی ہو نماز پڑھتے ہی تیرے پاس آجاؤں اے اللہ مجھے سرخرو کر کے اپنی بارگاہ میں بلانا تاکہ مجھے شرمندگی نہ ہو۔ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی اور دعاؤں کی طرح یہ دعا بھی شرف قبولیت حاصل کر گئی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری وقت آیا تو آپ کے تمام معمولات کی تکمیل ہو چکی تھی اور آخر کار سکون کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول جان جان آفریں کے سپرد کر دی اور محبوب حقیقی سے واصل ہو گئے اور ہم گوش عقیدت سے یہ ندائے غیبی سن رہے تھے

"یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی الیٰ ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی"

ترجمہ : اے اطمینان والی روح اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پس میرے بندوں میں شامل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جا۔

حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر ملکوتی انوار کی بارش ہو رہی تھی یوں معلوم ہوتا تھا کہ بحر انوار میں تلاطم برپا ہے یا قدسیوں کا درود ہو رہا ہے اور وہ زیارت سے فیض یاب ہو کر جا رہے ہیں روئے انور پر ایک عجیب سی روحانی کیفیت طاری تھی۔

مرنے والے کی جبین روشن ہے اس ظلمات میں

جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں

اپنے وقت کے شیخ طریقت، رہبر شریعت، متبع سنت، ولی کامل تھے۔ حضرت استاذ محترم مرحوم ومغفور کی تمام زندگی قرآن وسنت کے درس وتدریس میں گزری۔ آپ نے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے اپنی ہر سانس وقف کردی۔ آپ عمر بھر شرک وبدعت کفر والحاد اور رسومات قبیحہ وشنیعہ کے خلاف مصروف جہاد رہے اور ہزاروں گم کردہ راہ بدعقیدہ لوگ جو شعائر اسلام کا تمسخر اڑاتے تھے آپکی علمی بصیرت افروز تقریر وتحریر سے متاثر ہوکر راہ حق پر آگئے اور اب وہ پکے سچے موحد مسلمان بن کر حامی توحید وسنت اور ماحی شرک وبدعت کے داعی بن کر زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ کا یہ کارنامہ ہر لحاظ سے حیرت انگیز ہے، حضرت مرحوم ومغفور قال اللہ وقال الرسول کی جیتی جاگتی تفسیر تھے۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سونا جاگنا کھانا پینا غرض کہ آپ کا ہر عمل اور قول وفعل محض رضائے الٰہی اور اطاعت رسول پر مبنی تھا آپ کے اقوال واعمال ملت اسلامیہ کے لئے تاقیامت مشعل راہ ہدایت کا کام دیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر پہلو اور زبان سے نکلا ہوا ہر قول حالیان حق محفوظ کرلیں۔ حضرت مرحوم ومغفور، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامع الفضائل اور جامع الصفات تھے اور آپ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا کسی فرد واحد کی دسترس سے باہر ہے۔

حضرت مرحوم ومغفور دار العلوم دیوبند کے سابق شیخ الحدیث شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مامور فیض یافتگان میں سے تھے۔ آپ نے دار العلوم دیوبند سے ۱۹۴۱ء میں دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ بلاشبہ آپ اپنی مادر علمی کے مخلص سپوت تھے اس لئے اپنی مادر علمی کے مسلک احناف کی خدمت اور اس کی ترقی واستحکام کے لئے جدوجہد آپ کا نصب العین رہا ہے اور جن حضرات نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور آپ کے درس حدیث سے مستفید ہوئے وہ حضرات حضرت شیخ الحدیث والتفسیر محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو الزاہد محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کا درس بخاری وترمذی شریف سننے کے بعد یہ کہنے پر مجبور ہوجاتے کہ آپ کا درس حدیث حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے درس حدیث کا نمونہ ہے، فقہ حنفی پر سختی سے پابند ہونے کے باوجود آپ کی طبیعت میں تعصب کا نام ونشان تک نہ تھا۔ آپ دوران درس دوسرے ائمہ کے تذکرہ میں بڑے ادب واحترام کا وہی لب ولہجہ اختیار کرتے جو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان فرماتے۔ مزاج میں انصاف پسندی اس درجہ

غالب تھی کہ احادیث اور فقہ کے مباحث میں غلو کر کے دوسرے ائمہ کی تحقیر وتنقیص کو گمراہی اور جرم سمجھتے اور شاگردوں کو بھی اس سے اجتناب کا حکم فرماتے۔

ایک موقع پر تصوف کے سلاسل کے بارے میں ایک سائل کے جواب میں فرمایا کہ سلسلہ قادریہ اور سلسلہ چشتیہ ایک تالاب کی دو مختلف نہریں ہیں دونوں کا مرکز اور مخزن ایک ہے یعنی کہ پانی ایک صرف راستے الگ الگ ہیں دوسرے سلاسل تصوف اور مختلف فقہی مذاہب کا بھی یہی حال ہے جیسا کہ حنفیت شافعیت، حنبلیت اور مالکیت یہ سب ایک ہی تالاب کی مختلف نہریں ہیں ان سب کو علوم نبوت کے تالاب سے پانی پہنچتا ہے سب اسی ایک پانی سے دنیا کی سیرابی کرتے ہیں صرف راستے جدا ہیں لیکن مقصد ایک ہے۔ بعض لوگ دانستہ طور پر تصوف کے ان سلاسل اور فقہی مذاہب کو فرقہ واریت پر حمل کر کے دنیا کو گمراہ کرتے اور دھوکہ دیتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیے آپ دوران درس فن کے اصول وقواعد بھی طلبہ کو خوب ذہن نشین کرواتے اور طلبہ میں کتاب دانی اور فن سے مناسبت پیدا کرنے کی پوری کوشش فرماتے اور حدیث سے فقہ حنفی کی تطبیق نہایت عمدہ طریقے سے بیان فرماتے۔

حضرت استاذ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر اعتبار سے جامع الفضائل تھے اور ہر مسلمان خصوصاً ہر عالم دین کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ میری اولاد حق تعالیٰ کی مرضی اور خوشنودی کا مجموعہ بن جائے اور جس شخص کی اولاد اس کی تمناؤں پر پانی پھیر دے وہ یقیناً ناکام اور نامراد سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت استاذ محترم محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوزاہد محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کو نیک صالح اولاد سے نوازا ہے ان کی اولاد میں استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی خان مدظلہ، استاذ العلماء استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالقدوس خان قارن مدظلہ، فاضل جلیل حضرت مولانا حافظ عبدالحق خان بشیر مدظلہ، عالم بے بدل حضرت مولانا پیر رشید الحق خان عابد مدظلہ، عالم باعمل حضرت مولانا عزیز الرحمان خان شاہد مدظلہ، فاضل اجل حضرت مولانا حماد خان زہراوی مدظلہ، مجاہد حق کو حضرت مولانا ساجد خان مدظلہ اور مجاہد اہلسنت حضرت مولانا راشد خان مدظلہ جن کو اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ہر میدان میں حضرت مرحوم ومغفور کے مشن کو پورا کرنے کا یقیناً اہل بنایا ہے۔ مدرسہ ہو یا میدان امامت وخطابت تحریر وتقریر درس وتدریس تعلیم وتفہیم وہ ہر محاذ پر پورا اترنے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو اسلامی نظام کی ترویج میں صرف کرنے سے کبھی دریغ نہیں کرتے۔ وہ اسلام کی خدمت کو اپنا

نصب العین سمجھتے ہیں ان کی کوثر و تسنیم میں ڈھلی ہوئی تحریر و تقریر آب زر سے لکھنے کے قابل ہوتی ہے۔ ان کے قلم کی تیغ سے اہل باطل تھراتے ہیں ان کا باطل شکن قلم جب اسلام کی صداقت کے دلائل دیتا ہے تو باطل کانپتے ہوئے زیر زمین چھپ جانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

۵ مئی ۲۰۰۹ء بروز منگل کو آپ تمام عالم اسلام کو اور دنیائے علم کو یتیم چھوڑ کر داغ مفارقت دے گئے اور گکھڑ کے قبرستان میں سپرد خاک کردئے گئے۔ نماز جنازہ حضرت استاذ محترم کے بڑے صاحبزادے استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی خان مدظلہ نے پڑھائی اور لاکھوں افراد نے حضرت مرحوم ومغفور کے جنازہ میں شرکت کی اور جنازہ میں شرکت کرنے والوں نے حضرت شیخ الحدیث والتفسیر کے روشن چہرے کا دیدار بھی کیا۔ گکھڑ اور گوجرانوالہ کی تاریخ میں اتنا بڑا ہجوم کسی کے جنازہ میں آج تک دیکھنے میں نہیں آیا جو مقام و مرتبہ حق تعالیٰ نے میرے شیخ و مربی کو عطا فرمایا وہ یقیناً بے مثل ہے اللہ والوں کے جنازے بھی قابل قدر ہوتے ہیں حضرت امام اہلسنت ؒ کے جنازہ میں عوام وخواص تو لاکھوں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ شرکاء میں علمائے ربانی ومشائخ طریقت اور اہل اللہ حضرات بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے اور یہ ایک بہت بڑا شرف ہے جو بڑے خوش نصیب اور سعید لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

کیا لکھوں یوں معلوم ہوتا تھا جیسا کہ پورا پاکستان جمع ہوگیا ہے مقامی اور دور دراز سے آنے والے جنازے پر ٹوٹ رہے تھے حضرت امام اہلسنت مرحوم ومغفور کے منور چہرے کی زیارت کرنے اور جنازے کو کندھا دینے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہر ایک بے قرار تھا مگر باری مشکل سے آتی تھی چہرہ نمائی کا سلسلہ صبح سے لے کر دفن تک ختم نہ ہوسکا۔ کیا عرض کروں کہ حضرت استاذ صاحب مرحوم ومغفور کے چہرے پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نور برس رہا تھا اور جنازے میں شامل حضرات کے ہجوم کا نظارہ تو قابل دید اور مرنے والے کی روحانی عظمت کا واضح ثبوت تھا۔ حضرت استاذ صاحب امام اہلسنت کے روشن چہرے کا دیدار کرنے والوں کو یقین ہوگیا کہ یہ متبع سنت اور عالم ربانی اور ولی کامل کا چہرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت استاذ صاحب مرحوم ومغفور کے لگائے ہوئے شجر طوبیٰ کا سایہ مخلوق پر قائم ودائم رکھے۔

آئی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

حضرت استاذ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے گوہر نایاب اور علم وحکمت کے جامع تھے۔ علم وحکمت

کی وہ گتھیاں سلجھا گئے کہ تا قیامت آنے والے حضرات آپ کے علوم وتشریحات وتعبیرات کے یقیناً محتاج ہوں گے۔ حضرت استاذ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صرف اپنے اکابر کی روایات ہی کے امین نہ تھے بلکہ ان کے بہت بڑے شارح اور ناشر تھے۔آہ آج وہ مینار نور ومنور مٹی تلے چھپ گیا جو پون صدی رشد وہدایت کا چراغ بن کر عالم دنیا پر چمکا۔مٹی آپ کے جسدِ خاکی کو تو چھپا لے گی مگر اس میں وہ ہمت کہاں کہ آپ کے فیوض وبرکات کو چھپا سکے۔ان شاء اللہ آپ کا فیضان تا قیامت جاری وساری رہے گا۔حق تعالیٰ حضرت استاذ صاحب کو بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے۔

آخر میں حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حق تعالیٰ حضرت استاذ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

# احسن الخطبات

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ جل وعلاء وصلی اللہ وسلم علی رسولہ المصطفٰی ونبیہ المجتبٰی وامینہ علی وحی السماء وعلی آلہ النجباء واصحابہ الاتقیاء افضل الخلائق بعد الانبیاء ومن بھدیھم اقتدیٰ وبآثارھم اقتفٰی من المفسرین والمحدثین والفقھاء الی یوم الجزاء امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر ط وللہ عاقبۃ الامور (سورۂ حج آیت ۴۱)

قال رسول اللہ ﷺ من اعظم الجھاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر (ترمذی ج ۲ ص ۴۰)

اللھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید

اللھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید

## اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کا سب سے بڑا فرد انسان ہے

اللہ تعالیٰ نے اس نظام کو بہت عارضی وقت دیا ہے اور اس نظام کا جو سب سے بڑا فرد ہے وہ خود انسان ہے اور انسان کو عجائب اور غرائب کے درمیان گھیر لیا ہے۔ انسان کا تصور اور تخیل بہت زیادہ ہے اگر یہ ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان بھی اس کو دیئے جاتے تو بھی یہ سیر نہیں ہوتا۔

بادشاه گر بگیذ ملك را

ہم چنا در فکر عقل می دیگر

مہمنان گر خورد مردخدا

فضل گردرویشان کند می دیگر

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بادشاہ کو اگر ایک ملک مل جائے تو وہ اس کی فکر میں لگ جاتا ہے کہ دوسرا ملک کیسے ملے گا اور اللہ کے نیک بندوں کو اگر آدھی روٹی بھی مل جائے تو وہ بھی ان کے لئے زیادہ ہوتی ہے وہ اسے بھی آدھی کر کے خود کھا لیتے ہیں اور آدھی کسی مسکین اور درویش کو دے دیتے ہیں۔

آو ہر کہ آمد عمارتے

رفت منزل بد دیگر بردار

وادیگر پختہ ہم چنیں ہوسے

این عمارت برسر پردہ کسے

جو بھی آتا ہے وہ بڑا سرگرم ہوتا ہے کہ میں بہت ترقی کروں گا، میں ملک کو آسمان تک اٹھالوں گا، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پہلے کی جو کمی کوتاہی ہوتی ہے وہ اس کو بھلا دیتا ہے اور ایک ایسا حشر نشر قائم کر دیتا ہے کہ دنیا دنگ رہ جاتی ہے۔

## ظالم حکمران اعمال کی کمزوری کا نتیجہ ہے

حجاج ابن یوسف کے مظالم کے بارے میں جب لوگوں نے شکایت کی تو بخاری شریف میں ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”اصبروا فانہ لایاتی علیکم زمان الاالذی بعدہ شرمنہ“ (بخاری شریف ج۲ص۱۰۴۷، مشکوۃ ج۲ص۴۶۳) اے لوگو صبر کرو کیونکہ اگر ایک ظالم اترے گا تو دوسرا اس سے بڑھ کر ناکارہ حکمران آئے گا۔ کیونکہ اعمال میں تو تبدیلی نہیں ہے اور اعمال دن بدن کمزور ہوتے جا رہے ہیں، جب عملی زندگی میں کوئی ترقی نہیں ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی بہتر انسان کام کے لئے

ملک کی قدر ومنزلت کے لئے بر سر اقتدار آجائے۔جو لوگ اعمال میں کمزور ہوتے ہیں تو ان کے ذہن اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ لوگ ایسے انسان کا چناؤ کریں جو اعمال اور اقوال کے اعتبار سے پختہ ہو۔جو دیوار کمزور ہوتی ہے اس پر کبھی بھی لوہا یا مضبوط عمارت نہیں کھڑی کی جا سکتی۔

خشت اول چوں نہد معمار کج

تا ثریا می رود دیوار کج

ہر شخص کہے گا کہ اس پر تنکے رکھو باریک باریک لکڑیاں اور خس وخاشاک ڈالو کیونکہ اس کے نیچے ستون اور سیمنٹ نہیں ہے، پختہ چھت کے لئے پختہ دیواریں درکار ہوتی ہیں۔

ہم اس انتظار میں تو بیٹھے ہیں کہ شاید کوئی اچھا آدمی آجائے اور اس اچھے آدمی کے انتظار میں ہم نے صبح شام ایک کئے ہیں۔لیکن اچھے لوگوں کے آنے کے لئے جس ماحول کی ضرورت ہوتی ہے، ہم خود اس سے بہت دور ہیں، اگر انسان اپنے اعمال کا محاسبہ کرلے تو اس کو نظر آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام امور حکمت کے ساتھ چل رہے ہیں۔

**پاکستان میں اسلام ! ایک دھوکہ اور فریب**

جب پاکستان پر ایک زمانہ گزر گیا اور تیس سال کے عرصے تک اسلامی نظام کے نام پر سرکاری اور عوامی سطح پر دغابازی کی گئی اور یہ حقیقت مسلمہ ہوگئی کہ یہ قوم نہ اسلام چاہتی ہے اور نہ ہی مانتی ہے اور نہ ہی یہ نفاذ اسلام کے اہل ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ایک ملک کے دو ٹکڑے کر دیئے اور وہ ملک جس کا ایک ہی وجود تھا اس کا ایک دھڑ اور بازو صفحۂ ہستی سے کاٹ دیا گیا اور اس کا نام ہی نقشہ سے اتار دیا گیا، مشرقی پاکستان آج بنگلہ دیش کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اس میں وہاں کے لوگوں نے بھی بے انصافی سے کام لیا کیونکہ ملک اگر الگ ہو بھی گیا تھا تو نام تبدیل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔دنیا کے نقشے پر ایسے ممالک بھی ہیں جو الگ تو ہوئے ہیں لیکن انہوں نے اپنا نام وہی پرانا برقرار رکھا۔اس ملک میں رہنے والے لوگ بھی مسلمان تھے اور انہوں نے بھی ملک کی آزادی کے لئے ہمارے ساتھ مل کر قربانیاں دی تھیں اور وہ مغربی پاکستان کے لوگوں

کو بھائی سمجھتے تھے اور مغربی پاکستان کے لوگ بھی اسلامی رشتے سے انکو بھائی مانتے تھے۔لیکن برسر اقتدار افراد ایسے نا اہل تھے کہ اسلام آباد کو بچانے کے لئے پورے ملک کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا اور پھر بھی اس پارٹی کا لیڈر اور اس کی پارٹی کا اب تک یہ دعویٰ ہے کہ ملک بچانے والے ہم ہیں اور ہم سے زیادہ اس ملک کا کوئی خیر خواہ نہیں ہے۔

اُس زمانے کا وزیر اعظم جلسوں میں کہتا تھا کہ ہمارے ہوتے ہوئے پاکستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے اور پاکستان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس کے جواب میں اس وقت کے اہل حق کے سالار، میدان سیاست کے فاتح اور اپنے وقت کے مسلمہ مفتی اور مادر زاد فقیہہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جلسے میں کہا کہ یہ بات بالکل ٹھیک ہے کیونکہ جتنا نقصان پہنچا ہے وہ بھی آپ نے ہی پہنچایا ہے اور آئندہ بھی جو پہنچے گا وہ بھی آپ ہی سے پہنچے گا کسی اور کو پہنچانے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے آپ اکیلے ہی کافی ہیں۔

## پاکستان کا وجود اور مسلمانوں کی ذمہ داری

سب سے بڑا کام پاکستان بننے کے بعد جو مسلمانوں کے ذمے تھا وہ اسلامی نظام کا نفاذ تھا، ایک ملک میں ایک باقاعدہ نظام ضروری ہوتا ہے، اس نظام کے تحت عدالتیں چلتی ہیں، مقننہ کارفرما ہوتی ہے، انتظامیہ اپنا کام دکھاتی ہے، رعایا اور عوام سکھ کا سانس لیتے ہیں، انہیں کچھ آرام اور راحت کی گھڑیاں نصیب ہوتی ہیں اور وہ اپنی زندگی میں کچھ عدل وفضل اور انصاف کی فضا محسوس کرتے ہیں، یہ ایک ملک بننے کے بعد اس کے آئین اور نظام کا تقاضہ ہوتا ہے۔لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ ملک کو انگریزوں سے تو آزاد کرایا گیا، ہندو اور مسلمان دونوں نے مل کر اس کے لئے قربانیاں دیں اور انگریز کو کہا گیا کہ آپ نے بڑا ظلم کیا ہے کہ اتنے طویل عرصے تک یہاں قابض رہے اور یہاں کے لوگوں کو اپنا غلام بنا کر رکھا لیکن تعجب یہ ہے کہ انگریزوں کو تو نکالا مگر انکے نظام کو برقرار رہنے دیا، یہ کس قدر غیرت کے منافی اقدام ہے کہ ایک شخص کو جب وہ غاصب اور قابض ہو آپ باہر نکالیں لیکن اس کے جانے کے بعد اس کے ترانے آپ گاتے رہیں کہ وہ

ایسے گاتا تھا، وہ ایسے چلتا تھا، وہ اپنے دشمنوں کو ایسے مارتا تھا اور اپنے دوستوں کو ایسے نوازتا تھا، اگر یہی سب کرنا تھا تو اس کو نکالنے کی کیا ضرورت تھی، کیونکہ آپ کے اعمال سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس سے کتنی دل آویزی اور دلی محبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان کے بانیوں میں شعور پورا نہیں تھا اور اخلاص کی کمی تھی، شعور پورا ہوتا تو ملک کے حصول کے ساتھ ساتھ پہلے دن ہی یہ اعلان ہو گیا ہوتا کہ پاکستان کا نظام آئین صرف اور صرف اسلام ہوگا اور اس میں اسلامی احکام کا نفاذ ہوگا۔ اس کے بڑے فوائد تھے، اسلامی افراد آگے بڑھتے، لوگ اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرتے، انگریزی قانون سیکھنے کی طرف توجہ کم ہو جاتی اور یوں انگریزیت، مغربیت اور دشمنوں کے ظالمانہ سیاہ قوانین ماند پڑ جاتے، اسلام صرف مسجد اور مدرسوں تک محدود نہ رہتا بلکہ بازاروں میں، اسمبلیوں میں، ایوان بالا میں اور ملک کے بڑے بڑے اداروں میں اسلام گھن گرج کے ساتھ آجاتا۔

آج اس کے نقصانات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اپنے لوگ خود اسلام سے کس قدر باغی ہو گئے ہیں، یہ اس ملک کی کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ ملک میں ۹۹ فیصد آبادی خالص مسلمانوں کی ہے جو کہ قرآن کو آسمانی کتاب مانتے ہیں، سنت نبوی ﷺ کو قرآن کی کامل تشریح کہتے ہیں، فقہ میں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے طرز استدلال کے پابند ہیں، سب پانچ نمازیں فرض مانتے ہیں، زکوٰۃ فرض مانتے ہیں، تیس روزے رمضان کے مہینے کے فرض مانتے ہیں، عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کی فرضیت کے قائل ہیں، حلال کو حلال اور حرام کو حرام ماننے میں دریغ نہیں کرتے، جناب رسول اللہ ﷺ کو کونین کے سرخیل اور سرلشکر پیغمبر اور خاتم النبیین مانتے ہیں ان تمام باتوں کے باوجود انہیں اپنے ملک میں اسلام کا آئین اور شرعی نظام نصیب نہیں ہوا۔

اس لئے ملک کے کسی کونے یا حصہ میں اگر کچھ لوگ اپنے لئے اسلامی نظام طلب کرتے ہیں تو حکمرانوں کے لئے یہ مشکل مرحلہ ہے کیونکہ ملک کے ۹۹ فیصد رقبے پر تو غیر اسلامی آئین نافذ ہے اور کسی ایک کونے میں چند افراد کہیں کہ ہمیں ایک اسلام چاہیے۔ یہ اسلام اتنا پیچھے کیوں دھکیلا گیا کہ یہ صرف

پہاڑوں اور وادیوں میں اور ملک جہاں ختم ہوتا ہے ان سرحدات میں جا کر ٹھہرا ہوا ہے۔ اسلام نے آخر کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ اسلام نے تو اخلاق کا پروگرام دیا، تقویٰ کی تعلیم دی، لوگوں کو انسانیت کے قریب کیا شرافت کے چشمے بہائے، زرین اصولوں کے اسباق دیئے اور ہر ظلم اور تمام بدنما افعال سے اسلام نے سب سے پہلے منع کردیا، چاہئے تو یہ تھا کہ اس اسلام کو عزت اور احترام کے ساتھ پورے ملک اور اس کے کونے کونے پر نافذ کیا جاتا لیکن عجیب بات ہے کہ

وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا عرب سے
پردیس میں جا کر وہ غریب الغرباء ہے

دنیا تو بے وفا تھی مگر تجھ کو کیا ہوا

میں یہاں کوئی سیاسی تقریر کرنے نہیں بیٹھا ہوں اور مجھے سیاست آتی بھی نہیں ہے اس لئے کہ مجھے ان سے کبھی کوئی سارو کار نہیں رہا اور نہ ہی مجھے ان لوگوں سے کوئی مناسبت ہے اور اب تو اس زمانے کے سیاسی لیڈروں کو دیکھ کر اور بھی طبیعت مرجھا گئی ہے کیونکہ سیاسی دوستوں نے بھی اپنے فرائض منصبی پورے نہیں فرمائے

دیکھی جو بے رخی تو حیرت ہوئی مجھے
دنیا تو بے وفا تھی مگر تجھ کو کیا ہوا

یہ ہمارے لوگ بھی رنگ بدلتے رہتے ہیں اور اپنے بیان میں وہ بھی دنیائی آقا کو خوش رکھتے ہیں کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے اور نئے سیٹ اپ میں ہمیں اچھا موقع نہ ملے۔ یاد رکھیں دو بادشاہ ایک وقت میں خوش نہیں ہونگے اس لئے یہ سیاست بہت مشکل کام ہے کیونکہ اس میں دنیائی بادشاہ کو خوش کرنا پڑتا ہے اور اس کے لئے خالق و مالکِ دوجہاں کی نافرمانی کرنی پڑتی ہے اور یہیں آکر انسان اور پھر مسلمان اپنا دینی تشخص کھو بیٹھتا ہے۔

خواجہ خواجگان نظام الملت والدین حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خلیفہ نے خط لکھ کر

اجازت طلب کی کہ دہلی کا بادشاہ حج کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ میں بھی اس کے ساتھ حج کروں اگر آپ کی اجازت ہو تو اس کے ساتھ حج پر چلا جاؤں۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایک سفر اور ایک عبادت میں دو بادشاہ خوش نہیں ہونگے، اگر آپ نے اِس بادشاہ کا خیال رکھا تو عبادت میں کمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خفا ہو جائیں گے اور اگر آپ نے اُس بادشاہ حقیقی اور شہنشاہ مطلق خالق و مالک اللہ رب العالمین کی خوشنودی اور رضا کی کوشش کی تو بادشاہ سے کنارہ کش ہونا پڑے گا، یہ آپ سے ناراض ہو جائے گا اس لئے ایک سفر میں ایک عبادت سے ایک بادشاہ خوش ہوگا دو بادشاہ خوش نہیں ہو سکتے۔

لوگ سمجھتے ہیں یہ بھی ایک سیاست ہے کہ آدمی مذہبی رہنما بھی ہو اور وہ بش انتظامیہ کو بھی اعتماد میں لے اور اس کا جو بغل بچہ ہے اس کو بھی خوش رکھے اور وہ یہ کہے کہ یہ بڑے اعتدال والے علمائے کرام ہیں بڑے اچھے ہیں۔ ٹھیک ہے، ایک سوچ یہ بھی ہے کہ یہ اچھی سیاست ہے لیکن اس عاجز اور فقیر کے نزدیک یہ کا کام سیاست ہے۔ ہمارے بزرگ جو اس میدان میں آگے بڑھے تھے وہ اس لئے نہیں کہ وقت کے بادشاہوں کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کر کے اور ان کی منت سماجت کر کے چھوٹے موٹے کام کرائیں گے اور اپنے اغراض و مقاصد کو اول اور اسلام کو پیچھے دھکیلیں گے بلکہ وہ ان کے غلط کو غلط کہنے اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر صحیح بات کرنے کے لئے آگے بڑھے تھے اور ایسا کرنے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں سو فیصد کامیاب بھی کیا تھا۔

وہ تو آباء تھے تمہارے بتاؤ تم کیا ہو

### فتنہ کا مطلب اور اس سے بچاؤ کا طریقہ

یہ فتنے کا دور ہے، فتنہ اس کو کہتے ہیں کہ آدمیوں سے بچ بھی نہیں سکتا اور پورا اس کا ہو بھی نہیں سکتا۔ فتنہ شراب کو نہیں کہتے وہ تو مطلق حرام ہے سب کے لئے، فتنہ زنا کو نہیں کہتے اس پر کوڑے لگتے ہیں سنگسار ہو جائے گا، فتنہ ایک ایسے مرحلے کو کہتے ہیں کہ جسے کرنا بھی ہے اور اس سے بچنا بھی ہے۔

اب اس دور میں حکومت میں رہنا بھی ایک مصیبت ہے اور اگر بالکل اس سے کنارہ کشی اختیار کی

جائے تو پھر اسمبلی میں اسلام کا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا اس لئے میرے حساب سے سیاسی علماء کا امتحان زیادہ سخت ہے۔ دراصل اس نقصان کی وجہ یہ ہے کہ انسانوں میں سے نیک خصلتیں ختم ہورہی ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمیں اچھے ماحول اور اچھا فرمانروا نصیب ہوجائیں۔ اسمبلی رہے یا نہ رہے، قوم تو وہی ہے اور قوم کے بہادر بھی وہی ہونگے جو چنے جاتے ہیں جیسے پہلے تھے ان جیسے پھر چنے جائیں گے کیونکہ چلنے والے وہی لوگ ہیں انھوں نے کسی ایسے شخص کو نہیں لانا ہے جو خیر کی تبدیلی لائے اور اسلام کے لئے مفید ثابت ہو۔ انہوں نے خود اعلان میں کہا ہے اور وہ تقریر میں نے سنی ہے اور یہ بات ریکارڈ پر بھی موجود ہے کہ میں نے چن چن کر فوج سے تمام مذہبی لوگوں کو نکالا ہے، یہ سب بات پوری دنیا نے سنی ہے۔

لیکن لوگوں کے ضمیر ختم ہوگئے ہیں، شعور ماند پڑ گیا ہے اور عقلوں کو تالے لگ گئے۔ اس پر ملک بھر میں چھوٹا سا بیان بھی نہیں آیا، صاف لفظوں میں کہا کہ میں نے چن چن کر امریکہ کو اعتماد میں لینے کے لئے ان تمام لوگوں کو فوج سے باہر نکال دیا جو مذہب کے ساتھ وابستگی رکھتے تھے۔ ہمارے ملک کا کتنا بڑا سانحہ ہے، اتنا بڑا حادثہ پیش آیا ہے کہ ہائی کمانڈ پر، حالی قیادت پر کسی مذہبی آدمی کا ٹھہرنا یہ نہ اندرون ملک کے عناصر کو برداشت ہے اور نہ ہی بیرونی دنیا کو۔ اس کے بعد ان کو یہ اطمینان ہوگیا کہ اب ہم ان سے ان کی چیزیں سلب کرسکتے ہیں کہ یہ نام کے مسلمان ہوں لیکن حقیقت کے مسلمان نہ ہوں اور ان میں جہاد کا شعور مذہبی غیرت اور مذہبی پختگی موجود نہ ہو۔

## مذہبی غیرت دین کا تقاضہ ہے

جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی سے جب سنا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جب ہم اپنے گھر میں کسی فرد کو برے کام میں دیکھیں گے تو ہم گواہوں کو نہیں ڈھونڈیں گے، ہم پہلے اس کا کام تمام کردینگے۔ جب یہ بات جناب نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا 'اتعجبون من غیرت سعد ''تم سعد بن عبادہ کی غیرت پر حیرت کرتے ہو''انا اغیر منه ''مجھ میں اس سے زیادہ غیرت ہے''واللہ اغیر منی ''اور اللہ تعالیٰ میں تو بہت زیادہ غیرت ہے اسی لئے شریعت میں تمام گناہوں پر سخت وعیدیں ہیں (بخاری ج۲ ص۱۰۱۲، ۱۱۰۳)

غیرت صرف وقتی جذبے کا نام نہیں غیرت جذبہ کے نفاذ کا نام ہے۔ایک شخص میں جذبہ ہے اس جذبے کے تحت اس نے ایک آدمی کو قتل کر دیا لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہ آدمی کوئی اور تھا تو اس غیرت کو شریعت نہیں مانتی۔آپ ﷺ نے سعد پر اس لئے اعتراض کیا کہ ثبوت شرعی ضروری ہے بغیر ثبوت کے آپ نے قدم اٹھایا تو پکڑ میں آجاؤ گے، اسلام مار دھاڑ اور واویلہ کی حمایت نہیں کرتا، اسلام سوچ سمجھ کر پورا ہاتھ ڈالنے کا قائل مذہب ہے۔جب ایک دفعہ ثابت ہو جائے کہ یہ ہمارے دین کا دشمن ہے، ہماری عزت وناموس کا دشمن ہے، اسلامی تعلیمات کا دشمن ہے، اسلام کو برداشت نہیں کرتا اور یہ بات اسلام تسلیم کرے تب جا کے مسلمانوں کو آگے بڑھنے کا حکم ملتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا "اتعجبون من غیرت سعد" سعد کی غیرت ٹھیک ہے اس کی حد تک ہے "انا اغیر منه" مجھ میں اس سے زیادہ غیرت ہے جو میں کہتا ہوں گواہ پیش کرنے پڑیں گے" والله اغیر منی " اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ غیرتی ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ ناحق کسی پہ ہاتھ نہ ڈالا جائے ہر شخص کی عزت اور آبرو مسلّم ہے، محفوظ ہے۔

اسلامی ملک میں، اسلامی قوانین کے اعتبار سے مسلمان تو درکنار غیر مسلم بھی محفوظ ہوتے ہیں جنہوں نے ایک اسلامی ملک میں پناہ لی ہے، وہاں کے مکین ہیں، وہاں کے باسی ہیں، وہاں رہنے سہنے کا حق رکھتے ہیں۔ایسے ہی موقع پر جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب انہوں نے تسلیم کیا کہ یہ اپنے کفر کے ساتھ ہمیں نقصان پہنچائے بغیر یا ہمارے دشمنوں کی حمایت کئے بغیر ہمارے امن کے اندر رہیں گے ہدایہ میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو وہی آرام ملے گا جو ہمیں مل رہا ہے اور ان کو وہی تکلیفیں پہنچیں گی جو ہمیں پہنچ رہی ہیں۔ہماری فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے اور ان کا لحاظ رکھا گیا ہے "الخمر لهم كا لخل لنا والخنزير كالشاة " (ہدایہ آخرین ص ۴۰۰) شراب ان کے لئے ایسی ہے جیسے ہمارے لئے دودھ ہے خنزیر ان کے لئے ایسا ہے جیسے ہمارے لئے بکری ہے، یہ ان کے مذہب میں ہیں ان کے مذہب سمیت ان کو یہاں رہنے کی اجازت ملی ہے، لیکن اسلامی معاشرے کے تقدس کو برقرار رکھنے کے لئے ہماری فقہ میں یہ مسئلہ بھی قرآن وسنت سے نکالا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ وہ شراب کا یا خنزیر کے گوشت کا کسی قسم کا

کاروبار نہیں کریں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنے سے ایک ایسی چیز جس کو شریعت نے مطلقاً حرام کیا ہے اس کی دوڑ پیدا ہو جائے گی اور وہ حلال چیزوں کے ساتھ خلط ملط ہو جائیگی۔

## پاکستان میں شراب خانے ! ایک پروگرام ایک سازش

اب تو حیرانگی کا مقام یہ ہے کہ پاکستان میں شراب خانے اتنے زیادہ کھل رہے ہیں جیسے یہ کوئی اسلامی ملک ہے ہی نہیں اور پھر ان مقامات کو تحفظ بھی دیا جاتا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس شراب کو پینے کے لئے یہود اور نصاریٰ نہیں آتے ہیں، ایک خاص سازش کے تحت ہمارے مسلمانوں کو ہی اس کا عادی بنایا جارہا ہے۔ وہ لوگ جن کی غیرت ختم ہو چکی ہے اور جو معاصی اور گناہ کے مرتکب ہیں وہ جا کر کے اپنے اللہ کو ناراض کرنے اور جہنم مول لینے کے لئے وہیں بیٹھے رہتے ہیں۔ اسلامی ملک میں ایک کافر اور ایک بے دین اپنے گھر پر جو چاہے کرے لیکن اسے اس کی شہرت نشر و اشاعت اور پھیلاؤ کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، اس پر بندش رہے گی۔ چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہوا ہے کہ جس یہودی یا نصرانی نے ہمارے ساتھ معاہدہ کر کے ہمارے ملک میں ذمی کے طور پر رہنے لگا، اسے امن دیا جائے گا اور اسے کام کاج کی پوری اجازت ہوگی وہ تجارت کرے یا زراعت کرے "الا من اربیٰ لیس بیننا و بینھم عھد "لیکن اگر وہ سود کا مرتکب ہوا اور وہ سودی کاروبار کرنے لگا تو اس کا عہد، اس کا ذمہ، اس کو جو دستاویز امن کا دیا گیا تھا وہ سارا کالعدم ہو جائے گا "الا من اربیٰ لیس بیننا و بینھم عھد"۔

## پاکستان میں اسلامی بینکاری ! ایک پروگرام ایک سازش

ماشاء اللہ اب تو خود ہمارے مسلمان اور مسلمانوں میں بھی محتاط طبقہ اسلامی بینکاری کے نام پر اپنا سودی کاروبار چلا رہے ہیں اور اس کا طریقہ انہوں نے بہت آسان نکالا ہے کہ بینک کے اندر کسی سود خور کی تائید اور نصرت سے ایک شخص کو بٹھا لیتے ہیں کہ اس نے اسلامی بینکاری میں ڈگری لی ہے، اس کی اجازت ہے اور فلاں مولوی کا فتویٰ ہے کہ آؤ اور سود کھاؤ یہ ایسا نیا اسلام ہے کہ اس میں سود بھی جائز ہو گیا۔

ہمیں تین چار سال کی تحقیق کے باوجود یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اسلامی بینکاری اور سودی بینکاری میں

کیا فرق ہے؟ بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عام بینکاری سے زیادہ خطرناک ہے، کیونکہ یہ اسلام کے نام پر ایک دھبہ اور خالص دھوکہ ہے کیونکہ اُن بینکوں میں جاتے ہوئے ایک مومن کلمہ گو نمازی حلال وحرام کا فرق کرنے والا دل میں ڈرا ہوا ہوتا ہے کہ جتنا جلد ہو سکے مجھے اس سے نجات ملے لیکن اس اسلامی بینکاری کی طرف جانے والے کہیں گے کہ کچھ مولوی جنہوں نے یہ شروع کیا ہے وہ جانے ان کا کام جانے۔

سود کی حرمت قطعی ہے، مولوی کی مجال نہیں ہے اس کو ختم کرنے کی، واضح رہے کہ سود تمام شرائع اور ادیان میں حرام رہا ہے (فتاویٰ شامی ج ۵ ص ۱۵۵ بیروت، فقہ السنۃ ج ۳ ص ۱۵۵)۔ یہ ایک خاص سازش اور پورے پروگرام کے تحت ہوا ہے پہلے تو اس بات کا خوب پروپیگنڈہ کیا گیا کہ "بینک کی نوکری حرام"، "بینک والوں کے ساتھ قربانی ناجائز"، "بینک والوں کا گفٹ لینا حرام"، "بینک والوں کے ہاں چائے اور بوتل پینا حرام" یہ سب پروپیگنڈہ غلط اور بے بنیاد ہے اس کو خوب پھیلایا گیا، کیونکہ آگے چل کر اسلام کے نام پر سود کھانا تھا اور لوگوں کو بھی اس کا عادی بنانا تھا۔ پھر ایک اور شوشہ چھوڑا گیا کہ بینک کے خلاف بڑے پیمانے پر ججمنٹ ہونے والی ہے لیکن وہ خاص سود خوروں کی حمایت پر ہونے والی تھی اور اس میں تمام فائدہ ملک کے اربوں کھربوں لوٹنے والے سود خوروں کو پہنچنا تھا، اسے روک لیا گیا۔ پہلے پروپیگنڈہ کیا گیا پھر ججمنٹ آرہی تھی تو رک گئی اور اس کے بعد اپنے بینک کھول دئے گئے۔ یہ ایک خاص سازش تھی اور ایک خاص اسکیم کے تحت مسلمانوں کو سود کا عادی بنانا تھا جس میں ہمارے شہر کے علماء کو استعمال کیا گیا۔ یہ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے کیونکہ تمام بینکاری، اسٹیٹ بینک کے تحت کام کر رہی ہے اور وہ سود کا عالمی گھونسلا ہے، اس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی گٹر لائن سے ایک لائن اپنے گھر لے آئے اور اپنے خرچ کے ساتھ اس کا بٹن لگائے اور اس کے اوپر لکھ کر لگادے کہ یہ "آب زمزم" ہے۔ اس اسلامی بینکاری کی اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں، یہ ناپاک ہے اور اس موجودہ سودی نظام سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے اسے اسلام کے اصولوں کے مطابق سمجھا جاتا ہے، جبکہ اس میں اسلام پانچ فیصد بھی موجود نہیں ہے۔

الحمد للہ اول جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن نے نمائندہ اور سربراہ ادارہ ہونے کا حق ادا کرتے ہوئے

اس پر مفصل کتاب شائع کی اور دوسرے نمبر پر احسن العلوم نے اپنے مجلّے "ماہنامہ الاحسن" میں ملک بھر کے فقہاء اجلہ اور محدثین کے فتاویٰ اور فیصلے کا ایک خاص نمبر اس سلسلے میں شائع کیا ہے۔

"واتقوا فتنة" فتنے سے بچنا بہت دشوار ہوتا ہے" لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة" کیونکہ فتنہ چند افراد کو نہیں گھیرتا بلکہ کئی خوبصورت اور دین پسندوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ چند دن پہلے میں پشاور میں تھا وہاں ایک اسلامی بینکر سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ یہ بینک صحیح ہیں اگر صحیح ہیں تو مجھے ٹھیک طرح سمجھاؤ تاکہ ہم بھی اس سلسلے میں نظر ثانی کریں اور دوبارہ غور کریں تو یہ سن کر اس کا رنگ اڑ گیا اور اس نے اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیں۔

کچھ راز بتا ہم کو بھی اے چاکِ گریباں

اے دامنِ تر اشکِ رواں زلفِ پریشاں

جواب میں ہمیں کہتے ہیں کہ چند مہینے صبر کرلیں، تو میں نے کہا کہ جہنم آپ جائیں گے، صبر ہم کرلیں ہمیں صبر کی کیا ضرورت ہے ہم آج بھی کہتے ہیں حرام ہے آئندہ بھی کہیں گے اور اس سے پہلے بھی کہتے تھے، چوری اور سینہ زوری دونوں جمع کرلی گئی ہیں۔ اب کہا جاتا ہے کہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ جب اسے حرام کہا ہے تو اس کا متبادل بھی علماء ہی بتائیں گے، واضح رہے اس قسم کی کوئی بھی ذمہ داری علماء پر عائد نہیں ہوتی یہ تو بہت آسان ہے کل کو کوئی یہ بھی کہہ دے گا کہ شراب حرام ہے تو اس کا متبادل بتائیں، زنا حرام ہے اس کا بھی متبادل بتائیں واضح رہے کہ اس قسم کی باتیں کرنا بھی بے دینی ہے اور حرام کو پروان چڑھانا ہے۔ "واتقوا فتنة" بچو اس آزمائش سے" لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة" جو صرف چند افراد کو لپیٹ میں نہیں لے گی" واعلموا ان اللہ شدید العقاب" اچھی طرح یاد رکھو اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ آج تم بینکوں میں بیٹھ گئے اور اپنے لوگوں کو بینکوں میں بیٹھایا ہے" واذکروا اذ انتم قلیل "یاد کرو اس دن کو کہ تم تھوڑے تھے" مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس "بالکل کمزور" فاٰوٰکم وایدکم بنصرہ "اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا اور اپنی مدد بھیجی،" ورزقکم من الطیبات "اور تم کو صاف ستھری

چیزیں عطا کیں "لعلکم تشکرون "تمہیں شکر کرنا چاہیے اورتم نے شکر کرنے کے بجائے خیانت شروع کردی" یاایھاالذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا امنتکم "اے ایمان والو اللہ اور رسول کے ساتھ خیانت مت کرو، حرام کوحلال مت کہو، مشتبہ امور میں فریق مت بنو اور ایک دوسرے کے ساتھ امانتوں میں خیانت مت کرو" وانتم تعلمون "اورتم خوب جانتے ہو خیانت کہاں کہاں ہورہی ہے" واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنۃ "خوب سمجھ لوتمہارا مال اور اولاد بھی فتنہ ہے" وان اللہ عندہ اجر عظیم "(سورۂ انفال آیات ۲۵ تا ۲۸) اس فتنے سے بچ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا اجر پاؤ گے۔ مال فتنہ ہے مگر مال رہے گا ،اولاد فتنہ ہے مگر اولاد رہے گی اس سے بچنا اور اس کے نقصان سے بچنے کی تاکید مقصود ہے۔

## اولاد اور مال، فتنہ یا نعمت ! فرق

اسلام نے نفس مال پر قطعاً پابندی نہیں لگائی، یہ اسلامی تعلیم نہیں ہے، کسی بھی شریعت میں تجارت یا زراعت منع نہیں ہے، ہاں اس بہانے لوٹ کھسوٹ، چیزوں کو خلط ملط کرنا، حرام کا ارتکاب کر کے اسے جائز اور حلال دکھانا یہ اسلام کی نظر میں سخت جرائم ہیں۔ اولاد اس لئے فتنہ ہے کہ ان کی وجہ سے آپ بچت کریں گےتو بخل ہو جائے گا، ان کی خوشیوں میں آپ خرچ کریں گےتو اسراف ہو جائے گا اس لئے اسلام درمیان میں اعتدال کا مرحلہ بتاتا ہے، اسے اپنانا قرآن وسنت کی تعلیمات میں سے ہے اس پر رہنا ضروری ہے۔ علماء لکھتے ہیں تھوڑا بخل دو وجہوں سے ہوتا ہے، ایک اولاد کی وجہ سے اور دوسرا بخل مال کی وجہ سے۔ یہ بھی پریشانی کا باعث ہے۔

آنحضرت ﷺ جمعے کا خطبہ دے رہے تھے اور حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں گھر سے نکلے اور گرتے گراتے حضرت ﷺ کی طرف بڑھ رہے تھے، حضرت ﷺ چونکہ ان کے نانا جان تھے جب خطبہ دیتے ہوئے ان کو دیکھا تو نہیں رہا گیا ممبر سے نیچے اترے خود گئے دونوں کو اٹھا کر لائے اور ممبر پر تشریف لا کر فرمایا" انما اموالکم واولادکم فتنۃ "ان کی وجہ سے مجھے ممبر سے اترنا پڑا، ان کی وجہ سے میرے خطبے میں خلل آیا (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۸ قدیمی) آپ ﷺ نے تسلیم فرمایا، کہ یہ جو خلل آیا ہے یہ

بھی نہیں آنا چاہیے تب تو آپ ﷺ نے آیت پڑھی۔مال اور اولاد کو فتنہ اس لئے کہا کہ اس پر کنٹرول ضروری ہے۔مال کے تو دو امتحان ہیں "من این اکتسبہ" آیا کہاں سے "وفیما انفقہ" (ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۷ باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص قدیمی) کہاں خرچ کیا۔قرآن مجید میں یہ بھی ہے "یحسب ان ماله اخلدہ" یہ جو گن گن کے رکھتا ہے اس کا خیال ہے کہ شاید یہ مال ہمیشہ ہوگا "کلا لینبذن فی الحطمة" (سورۂ ھمزہ آیت ۳،۴) بالکل نہیں کتنے بڑے بڑے عہدے لٹ جاتے ہیں،وزارتیں راتوں رات ختم ہو جاتی ہیں، دنیا کی عزتیں اور دنیا کے عہدے جو راس المال ہے اصل پونجیاں ہیں ختم ہو جاتی ہیں۔مال رہنے والی چیز نہیں ہے لیکن جب ہو تو فرمایا کہ اسے ایسا خرچ کرو کہ تمہارے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں فائدہ مند ہو اس کو ہر گز فتنہ نہ بننے دو۔مال اور اولاد دنیا کے اندر یقیناً آزمائش ہیں۔لیکن ان کے ساتھ شریعت کے اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے معاملہ کرنا یہ اسلامی تعلیمات کا اہم حصہ ہے۔

اولاد پیدا ہوئی تو آپ عقیقہ کرتے ہیں، جب کچھ دن گزرے تو اس کا ختان کرتے ہیں، جب کچھ مدت اور گزری تو اسکی تعلیم و تربیت کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ پریشانیوں اور بے عزتیوں کا سبب نہ بنے، جب کچھ مدت اور گزرتی ہے اور وہ بالغ ہو جاتی ہے تو اس کی شادی کراتے ہیں تاکہ وہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔اولاد کا پیدا ہونا ایک خطرناک مرحلہ ہے، یہ کوئی کارنامہ نہیں ہے، اولاد تو جانوروں کے یہاں بھی پیدا ہوتی ہے لیکن پھر وہ تعلیم و تربیت نہیں جانتے۔

## انسان اور حیوان کا واضح فرق

اللہ نے انسان کے بارے میں فرمایا "خلق الانسان o علمه البیان" انسان کو پیدا کیا پھر اس کے لئے تعلیم کو ضروری قرار دیا۔تاکہ یہ انسانیت اور انسانیت کے آداب جانے، حلال و حرام کے مسائل سمجھے، دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کا نہ بنے بلکہ آخرت کا سرمایہ بنے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "قل متاع الدنیا قلیل" آپ ﷺ فرمائیے دنیا کا ساز و سامان چند روزہ ہے "والاخرة خیر لمن اتقی" (سورۂ نساء آیت ۷۷ کا حصہ) اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے آخرت بہت بہتر ہے۔دنیا میں انسان کو بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ اس

کے ذریعہ ایک معاشرہ وجود میں آتا ہے، یہ آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتا ہے، تعلقات بناتا ہے ،معاشرت وجود میں آتی ہے، اس میل ملاپ سے اسلامی تعلیمات کو بھی فروغ ملتا ہے۔

گرم رکھتے ہیں ملاقات بدو نیک سے ہم

تیرے ملنے کے لئے ملتے ہیں ہر ایک سے ہم

ہر ایک سے ملنا ہے اور اسے اسلام کی طرف بلانا جس قدر ہو سکے اور جس کے بس میں جتنا ہو اپنے حساب سے سب کے لئے ضروری ہے۔ جو لوگ جانتے ہیں اور دین سے کچھ واقفیت بھی رکھتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو ایمان سمجھائیں، انہیں توحید و سنت کی دعوت دیں، شرک و بدعت سے روکیں اور دیگر معصیات اور خطیات پر تنقید کریں۔ انسانوں سے نفرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اسلام یہ کہتا ہے کہ برے لوگوں سے نفرت کریں بنفرت ان کے برے اعمال، معاصی، خطیات اور ناکارہ افعال سے کرنی ہے اور جہاں تک ہو سکے ان کا تدارک کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اسی لئے ارشاد فرمایا کہ ''کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر ''(سورۂ آل عمران آیت ۱۱۰ کا حصہ) تم بہترین امت ہو اور تمہیں چاہئے کہ لوگوں کی اصلاح کرو اور انہیں دین کے قریب کرو۔

پیغمبر ﷺ کی تعلیمات جمیع انسانیت کے لئے ہیں

ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ جن اور انس، فرش سے عرش، شمال سے جنوب، شرق سے غرب اور مکمل انسان جو کہ قیامت تک پیدا ہوں گے سب کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''قل یاایھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعا ''(سورۂ اعراف آیت ۱۵۸ کا حصہ) آپ (ﷺ) اعلان کردیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کیلئے خدا کا پیغمبر بن کے آیا ہوں۔ پیغمبر دنیا میں خدا پرستی سکھانے کے لئے آتے ہیں، پیغمبر نے اس دنیا کو شر اور فتنے سے بچنے کے طریقے بتائے ہیں، پیغمبر نے انسانوں کو انسانیت کے قریب کیا ہے اور ایسے اصول اور قوانین بنائے ہیں جن پر چل کر انسان دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل کر سکے۔ دنیا کا کوئی بھی کام، کوئی بھی پروگرام ایسا نہیں ہے جس میں پیغمبر کی راہنمائی موجود

نہ ہو۔ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں استخارہ کی تعلیم بھی اس طرح دی ہے جیسے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت سمجھائی جاتی ہے۔ "کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلھا کما یعلمنا السورۃ من القرآن" (ترمذی شریف ج ا ص ۱۰۹) اس روایت کا مقصد یہ ہے کہ استخارے کے مسائل بظاہر بہت چھوٹی بات ہے لیکن اس کی تعلیم بھی توجہ کے ساتھ دی گئی ہے۔

لیکن آج ہمارے مسلمان بھائیوں نے مغرب پرستی کی طرف اپنی توجہ زیادہ بڑھادی ہے۔مغربی تہذیب وتمدن نے تو لوگوں کے گھروں کو ویران کردیا ہے۔اولاد ماں باپ کی مخالف ہوگئی، ہماری مائیں بہنیں بے پردہ ہوگئی۔یہ وہ عورت تھی جس کو اسلام نے آکر عزت اور افتخار سے نوازا ورنہ پہلے تو یہ شرم اور رسوائی کا ایک نشان سمجھی جاتی تھی اور کوئی بھی اس بات کو گوارہ نہیں کرتا تھا کہ اس کے گھر میں کوئی لڑکی زندہ رہ جائے یہ جوانی تک پہنچ جائے اور آج وہ اپنی عزت بازاروں میں، بے پردگی میں اور نامحرم مردوں کے درمیان گھومنے میں سمجھتی ہے۔

چمکی نہ تھی حمیدہ جو کالج سے تھی بیگانہ
اب شمع انجمن ہے کبھی تھی چراغ خانہ

تو بہ تو بہ ایسا وقت آیا ہے کہ اب بیان کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے کہ کیسے مناظر دیکھنے میں آتے ہیں جب ہم کبھی باہر نکلتے ہیں۔یہ سب مغرب کی طرف رغبت سے ہوا ہے۔جو لوگ ذہنی پسماندگی کا شکار ہوتے ہیں وہ اصلاح کبھی قبول نہیں کرتے اور دوسرے وہ ہوتے ہیں جو کہ مذہب اور اس کی تعلیمات سے بغاوت پر اتر آتے ہیں۔آج اس کے نقصانات ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں۔آئے دن ہم پر ایسے حکمران مسلط ہوجاتے ہیں جن کو رعایا سے زیادہ اپنے مال ومتاع بڑھانے کی فکر ہوتی ہے اور جو بھی آتا ہے اور پہلے سے زیادہ بدتر اور بددیانت ہوتا ہے۔یہ بھی ایک طرح سے مسلمانوں کے برے اعمال کی سزا ہے جو ان نااہل حکمرانوں کی صورت میں مل رہی ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے وہ لوگ جو کمینے اور گھٹیا درجہ کے ہوں

تمہارے درمیان شرفاء اور سعادت مند سمجھے جائیں تو سمجھ لینا کہ قیامت قریب ہے۔(ترمذی ج۲ص۴۴) یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ جب حکمرانی کے فرائض نا اہل لوگوں کے حوالے کردیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔

اللہ رب العزت مسلمانوں میں دین اسلام کی پیروی کا جذبہ عطا فرمائے اور ہمارے اس ملک کو امن وامان سے مالامال فرمائے ۔یاد رکھیں دینی غیرت ایک بہت بڑی نعمت ہے جب اس کی ناشکری کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا اندیشہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو بھی دینی غیرت اور جرأت عطا فرمائے اور انہیں ملک میں اسلامی نظام رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

## حضرت الشیخ نے فرمایا

"انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہاں قرآن کریم کو ذکر کہا گیا ہے اس کی تین وجوہات ہیں"

(۱) قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہے۔

(۲) یہ بڑے علوم وفنون پر مبنی ہے۔

(۳) یاد کرنے کے بعد جو اس کی تلاوت کا اہتمام کرے اسے کبھی بھولتا نہیں ہے۔

(احسن البرہان)

# جناب نبی کریم ﷺ کی تعلیم وتربیت کے اثرات

رئیس المحدثین حضرت مولانا سید بدرعالم صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت ورسالت آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں ہی محدود ہوگئی تھی چنانچہ بعد میں جو نبی آیا ان ہی کی اولاد میں آیا آپ کے دوفرزند تھے، اسحٰق اور اسماعیل علیہم السلام دونوں کا تذکرہ تورات میں موجود ہے حسب بیان تورات حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں صرف ایک ہی نبی کی بشارت تھی ۔حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب بناء بیت اللہ سے فارغ ہوچکے تھے تو انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام (جو بناء بیت اللہ میں ان کے شریک تھے ) کی اولاد کے حق میں ایک رسول مبعوث ہونے کی دعا فرمائی تھی جو اسی بلدۂ مبارک میں پیدا ہوں جہاں انہوں نے خدا تعالی کا گھر تعمیر فرمایا۔

چنانچہ دعائے ابراہیمی علیہ السلام کے مطابق آپ تشریف لائے ،نسب میں سب سے عالی،حسب میں سب سے برتر ، اپنے عہد طفولیت ہی سے ہمیشہ ممتاز سیرت ،ممتاز صورت ، عادات وشمائل میں قوم سے علیحدہ، عبادات ورسوم میں ان سے الگ ،لہو ولعب سے مجتنب ،شرک وکفر سے متنفر ،صدق وصفا، احسان وسلوک سے مزین، ظلم وعدوان اور جملہ فواحش سے کوسوں دور، جنگ وجدال سے نفور، مال وجان کی محبت سے بالاتر ،عدل وانصاف کے شہزادے۔غرض جملہ اخلاق فاضلہ سے محلی اور جملہ اخلاق رذیلہ سے معرّیٰ، جوانی میں عصمت وعفت کے فرشتے ،پیری میں رعب کا پیکر،بال بال سے حسن ٹپکتا،کلمہ کلمہ سے پھول جھڑتے ،رویں رویں سے فہم وفراست چمکتی ،غصہ ومحبت اورجدل وہزل سے یکساں ۔حق کو،عفو ودرگذر کرنے والے،مخلوق خدا کے سب سے بڑے ہمدرد ،عہد پیمان کے سب سے پکے،سب سے زیادہ راست گو،سب سے بڑھ کر امانت دار لطف یہ کہ خود امی اورقوم بھی

سب امی، تورات اور انجیل کو آپ جانتے نہ آپ کی قوم جانتی نہ کسی سے کوئی حرف پڑھا، نہ اہل علم کے پاس نشست وبرخاست رکھی قیاس ورہبان آپ کے موعود نبی ہونے پر سب متفق اور مشرکین عرب سب ہی آپ کی ان صفات کے معترف۔

اسی حالت میں چالیس سال گزرے، کبھی نبوت کا ایک حرف زبان سے نہ نکلا، جب عمر چالیس سال کو پہنچی تو ایک عجیب وغریب دعویٰ کیا جس سے نہ ملک آشنا، نہ باپ دادا آشنا اور ایک ایسا کام لوگوں کے سامنے پیش کیا جو آج تک نہ کسی نے سنا اور نہ آئندہ اس کی نظیر ممکن، صحف سادیہ سب اس کے سامنے سرنگوں، نہ الٰہیات وعملیات میں کوئی اس کے ہم پلہ، نہ سیاسیات ومعاشیات میں کوئی اس کا ہم عصر۔ اسرار کا مخزن، علوم کا سمندر، قصص وامثال ونصائح وعبر کا دریا، طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام کرنے والے، بھلائی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے، کوئی بھلی چیز ایسی نہ تھی جس کو عقول سلیمہ برا جانیں مگر اس سے روک نہ دیا ہو؟

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جس کا آپ ﷺ حکم دیں اس کے لئے طبائع سلیمہ کی خواہش یہ ہو کہ آپ ﷺ اس کا حکم نہ دیتے اور نہ کبھی اس بات سے روکا جن کے متعلق طبائع سلیمہ کی تمنا یہ ہو کہ آپ نہ روکتے۔

اس پر ریاست وسرداری سے بیزار، دشمنوں اور مخالفوں سے لاپرواہ، احباب وانصار سے بے نیاز، نہ ہاتھ میں کوئی دولت نہ پشت پر کوئی طاقت، نہ قبضہ میں کوئی ملک، زن زر کی کوئی دولت نہیں جو قدموں پر نہ ڈال دی گئی ہو اور آپ ﷺ نے اس کو ٹھکرا نہ دیا ہو، حبس وقید، جلاوطنی، حتیٰ کہ قتل کی کوئی تدبیر اٹھا کر نہیں رکھی گئی جس کو پورا نہ کیا گیا ہو مگر آپ ﷺ دشمنوں کے جھرمٹ میں اسی طرح خدا کے دین کے بے خوف وخطر اس منادی کوچوں میں، بازاروں میں۔ ایام حج میں کوئی جگہ نہ چھوڑی جہاں پہنچ کر اعلان حق نہ کر دیا ہو، تنہائی میں بھی اور محفلوں میں بھی، عوام میں بھی اور خواص میں بھی، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنے دین کو قبول کرنے کے لئے کسی کو قتل کی دھمکی دی ہو یا کسی قسم کا طمع ولالچ دیا ہو۔

تیرہ سال اسی طرح گزار دیئے نہ ساز وسامان اور نہ کوئی یار ومددگار، مگر دل میں کسی کا خوف نہ چہرہ پر کچھ ہراس، جب اقتدار ملا تو دشمنوں سے درگزر اور ایذا رسانوں کے لئے عفو کا اعلان، کسی پر ذرا ظلم وتعدی ہو کیا مجال، تمام عمر کانٹے تلی ہوئی۔ امن ہو یا خوف، فراغت ہو یا تنگی، شکست ہو یا فتح، اپنے متبعین کی قلت ہو یا کثرت ہر حال میں وہ استقامت کہ قدم ایک انچ بھی ادھر سے ادھر نہ ہوا۔

خلاصہ یہ کہ جب دنیا میں تشریف لائے تو فضائے عالم تاریک، نہ دنیا سے باخبر نہ ہدایت سے آشنا، بت پرستی سے خدا کی زمین ناپاک، خونریزی اور قتل وغارت سے نالاں، نہ مبدا کی خبر نہ معاد کا علم اور جب آپ ﷺ تشریف لے گئے تو وہی سب سے بڑھ کر عالم، سب سے زیادہ مہذب، سب میں ممتاز دیندار، انصاف و امن کے قائم کرنے والے اور دنیا کی نظروں سے ایسے سر بلند کہ اگر ان پر بادشاہوں کی نظر پڑتی تو وہ مرعوب ہوجاتے اگر اہل کتاب ان کو دیکھتے تو بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہوجاتے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری بھی بھلا ان سے کیا افضل ہوں گے؟ اس اقتدار وقبول کے ساتھ جب آپ ﷺ نے دنیا کو چھوڑا تو ترکہ میں نہ درہم، نہ دینار، نہ کوئی ملک وخزانہ صرف خچر اور زرہ مبارک کہ وہ بھی ایک یہودی کے ہاتھ صاع جو کے عوض میں مرہون۔

حضرات! جب آپ ﷺ کے خلفاء پر نظر کیجئے تو ان میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ جو سب میں مشہور عاقل، اخلاق میں برتر، قوم میں محبوب، بستی کے بزرگ جس دن سے آپ ﷺ کا دامن پکڑا پھر آخر دم تک کسی خطرناک سے خطرناک جگہ نہ چھوڑا اور ہر موقعہ پر اپنی جان قربان کی، اپنا سارا مال آپ ﷺ کی حمایت میں لٹا دیا اور جب آپ ﷺ کے بعد خلیفہ ہوئے تو شروع میں مزدوری کر کے اپنا اور گھر والوں کا پیٹ پالتے آخر جب بمجبوری وظیفہ قبول کیا تو وہ بھی صرف اتنا کہ بمشکل گذران کے لئے کافی ہو اور جب دنیا سے رخصت ہوئے تو بیت المال کے یہ محدود مصارف بھی بے باق کر گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہی کیا، روم وفارس کی سلطنتیں فتح کیں، بیت المال سے ادھار لے کر کھایا، آخر جب دنیا سے رخصت ہونے لگے تو بیت المال کا سب ادا کر گئے اور اس کے لئے ایک گھر جو اپنی ملکیت تھا۔ اس کی فروختگی کی وصیت فرما گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بات ہی کیا خود انتہائی تنگی مگر ان کا سارا مال ہمیشہ مسلمانوں کے لئے بے حساب لٹتا رہا۔ پورے اقتدار کے ساتھ مسلمانوں کے خون کا ایک قطرہ بہنا گوارا نہ فرمایا آخر اپنی جان قربان کر دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور صاحبزادگان اطہار کا کیا پوچھنا، کس مظلومیت میں دین پر جانیں دیں اور حق کی خاطر سچی قربانی کی جو مثالیں قائم کیں وہ تاریخ میں ہمیشہ کے لئے اپنی یادگار رہ گئیں۔

حضرات! امت پر نظر کیجئے تو وہ امت جس کی دیانتداری، بے لوثی اور بے طمعی مدتوں تک ضرب المثل۔ اپنے مذہب کے اتنے بڑے نگراں اور اپنی ساوی کتاب کے بلکہ اپنے رسول ﷺ کے حرف حرف کے بھی

ایسے محافظ جس پر جہاں ششدر۔ نہ ان سے قبل اس کی کوئی مثال مل سکتی ہے نہ ان کے بعد ممکن ہے۔ حکمرانی میں اتنے ممتاز کہ صدیوں تک اطراف عالم پر حکمران، رعایا میں یگانہ و بیگانہ، سب یکساں مداح اور اپنی پستی میں بھی اتنے بھاری کہ ان سے خائف قوموں نے جتنا ان کو مٹایا، اتنے ہی وہ ابھرے۔ الغرض اس دور پستی میں بھی ان کی وہ دھاک کہ عالم کفر کو اگر کچھ خطرہ ہے تو صرف ان سے ہے۔ کویا کوئی طریقہ عدل وانصاف کا نہیں ہے کہ جب کسی قوم پر نظر ڈالی جائے تو صرف اس کے انحطاط ہی کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس دور عروج کی تاریخ دیگر اقوام کے بالمقابل کیا تھی؟

اب آپ حضرات اس رسول مقبول ﷺ کی یہ اجمالی صفات اور ان کی آمد سے یہ عظیم انقلابات سامنے رکھ کر خود ہی فیصلہ فرمالیجئے کہ نبوت کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کیا ہوتے ہیں اور ان سب میں افضل الرسول اور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کا مقام رفیع کیا ہے؟

**اللھم صل علیہ وسلم وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین**

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

## حضرت الشیخ نے فرمایا

چند کتب ایسی ہیں کہ اگر وہ پاس ہوں تو اس موضوع میں کسی دوسری کتاب کی کوئی ضرورت نہیں

(۱) تفاسیر میں علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ''روح المعانی''

(۲) فقہ میں ابن عابدین کی ''فتاویٰ شامی'' (۳) اشعار میں ''دیوان ابی البحتر (عربی)''

(۴) فارسی میں شیخ سعدی رحمہ اللہ کی ''گلستان'' (۵) نحو میں ''جمع الجوامع''

(۶) صرف میں ابن ہشام کی ''مغنی اللبیب'' (۷) منطق میں ''غلام یحیٰ''

(۸) ادب میں ''خزانۃ الادب''

# شہادت ِ کائنات (آخری قسط)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

## بنی عذرہ بت خمام کی زبان پر کلمۂ اسلام

قبیلہ بنی عذرہ ایک بت کی پرستش کرتے تھے جس کا نام خمام رکھا ہوا تھا جب آنحضرت ﷺ کا ظہور ہوا تو اس بت نے اپنے خاص پجاری طارق نامی کو خطاب کر کے بولنا شروع کیا اور کہا۔

''یا بنی هند بن حرام ظهر الحق واردی خمام ودفع الشرک الاسلام'' (حلبیہ ص ۱۹۵)

ترجمہ : ''اے قبیلہ بنی ہند بن حرام! حق ظاہر ہوگیا، خمام ہلاک ہوگیا اور اسلام نے شرک کو مٹادیا''

اس حیرت انگیز آواز کو ابتداء میں ان لوگوں نے بھی محض وہم وخیال سمجھا، مگر پھر ایک روز اس میں آواز پیدا ہوئی اور کہا

''یا طارق یا طارق بعث النبی الصادق بوحی ناطق صدء صدعة بارض تهامة لنا صرية السلامة ولخاذلية الندامة هذاالوداء منی الی یوم القیامة'' (حلبیہ ج ۱ ص ۱۹۵)

ترجمہ : اے طارق طارق سچے نبی وحی ناطق کے ساتھ پیدا ہو گئے۔ اور مکہ مکرمہ کی زمین ایک دعوت تام دے دی، اب انہیں کے مددگاروں کے لئے سلامتی ہے اور ان سے علیحدہ رہنے والوں کے لئے رسوائی ہے، اور بس اب قیامت تک کے لئے میں تم سے رخصت ہوتا ہوں، وہ بت (خمام) یہ کلام کہتے ہی سر کے بل زمین پر گر پڑا۔

اس واقعہ عجیبہ نے بنی عذرہ اور ان کے رئیس حضرت زمل بن عمر کو اس پر مجبور کردیا کہ فوراً

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں خاصری کا قصد کیا اور پہنچ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

## نتائج

خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا تماشہ دیکھئے کہ وہ بت جو گمراہی کے ٹھیکہ دار اور عالم انسان کو کفر و شرک میں مبتلا کرنے کے مخصوص آلات ہیں، اور "انھن اضللن کثیراً" کے مصداق ہیں۔ آج رحمت العالمین فخر الاولین والآخرین حبیب اللہ ﷺ کا کس شان سے استقبال کرتے ہیں کہ خود ہی لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کرر ہے ہیں،

کنی آشنائے زبیگانہ خلیلے براری زبتخانہ

حق یہی ہے کہ مخلوقات کا ہر ذرہ تکوینی مشین کا ایک پرزہ ہے۔ اس کی ہر حرکت وسکون مشین کے چلانے والے کے تابع ہیں وہ جسے جس قدر چاہے جو چاہے کام لے سکتا ہے سچ ہے۔

ذرہ ذرہ دہر کا پابستہ تقدیر ہے
زندگی کے خواب کی جامی یہ تعبیر ہے

یہ واقعہ عجیبہ جس طرح حق سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کاملہ کے عجیب نمونے اور آنحضرت ﷺ کے شان عالی کے مظاہر ہیں، اسی طرح شپرہ چشم مخالفین اسلام کے لئے بھی آخری پیغام الٰہی اور اتمام حجت ہیں۔

جو حقانیت اسلام پر ہمیشہ پردہ ڈالنے کی فکر میں رہتے ہیں، کہ اشاعت اسلام بزور تلوار کی گئی ہے وہ آئیں عباس بن مرداس اور ان کے قبیلہ سے نیز قبیلہ مازن خثعم سے اور قبیلہ بنی عذرہ کے عقلاء سے دریافت کرے کہ ان پر کس نے تلوار چلائی تھی، کہ اپنے آبائی مذہب اور ملت کو چھوڑ چھاڑ کر بلاد بعیدہ سے جنگلوں اور پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے نبی امی ﷺ کی خدمت اقدس میں خاصر ہوئے، اور اپنے قبائل کی سیاست وریاست کے مقابلے میں آنحضرت ﷺ کی غلامی کو اپنا تاج سلطنت سمجھا، آنحضرت ﷺ کے ادنیٰ اشارہ پر اپنے گردنیں کٹوانے کے لئے میدان میں کھڑے ہوئے نظر آنے لگے۔

اگر یہ لوگ سوال کرنے کی ہمت کرجائے تو عجب نہیں کہ ان بزرگوں کے مزارات سے بزباں

حال یہ جواب ملے

درون سینہ من زخم بے نشان زدہ

بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدہ

اور

خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

غلام نرگس مستِ تو تاجدار انند

### ایک درخت کی آواز

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بعض لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا اسلام لانے سے پہلے آپ نے آنحضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت کی علامات کا مشاہدہ کیا تھا؟ فرمایا ہاں! میں ایک روز ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا، کہ اچانک اس کی شاخ نیچے جھکی، اور میرے سر سے مل گئی، میں تعجب سے اس کو دیکھنے لگا تو اس میں سے ایک آواز آئی۔

''ھٰذا لنبی یخرج فی وقت کذا و کذا افکن انت من اسعد الناس بہ'' (حلبیہ ص ۱۹۸ ج ۱)

ترجمہ: یہ نبی کریم ﷺ فلاں وقت ظاہر ہوں گے آپ سب سے پہلے ان کی تصدیق کی سعادت حاصل کریں۔

### درختوں کے پتوں اور پھولوں پر کلمہ شہادت

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب ہم ہندوستان میں جہاد کے لئے گئے تو اتفاقاً ایک بن میں گذر ہوا وہاں عجائب قدرت کا ایک تماشا دیکھا کہ ایک درخت کے سب پتے نہایت سرخ رنگ کے تھے اور ہر پتے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سفید حرفوں میں لکھا ہوا تھا۔ اسی طرح بعض دوسرے حضرات کا بیان ہے کہ ہم ایک جزیرہ میں پہنچے وہاں ایک بہت بڑا درخت تھا جس کے ہر پتے پر قلم قدرت نے نہایت واضح اور خوشخط یہ کلمہ تین سطروں میں لکھا ہوا تھا پہلی سطر میں لا الٰہ الا اللہ اور دوسری میں محمد رسول اللہ اور تیسری میں ان الدین عند اللہ الاسلام۔

بعض حضرات نے بیان کیا کہ ہم ہندوستان میں داخل ہوئے تو ایک گاؤں میں ایک گلاب کا پودا دیکھا جس کے پھول سیاہ رنگ کے مگر نہایت خوشبودار تھے اس کے پھول کی ہر پنکھڑی پر سفید حرفوں میں لکھا ہوا تھا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ابوبکر صدیق'' (حلبیہ جلد ا ص ۲۱۴)

یہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے شبہ ہوا کہ یہ کلمہ کسی نے ان پھولوں میں لکھ دیا ہے میں نے بغرض تحقیق اس کے ایک غنچہ یا شگفتہ کو توڑا دیکھا تو اس کے اندر سے بھی پھول کی ہر پتی پر یہی کلمہ صاف لکھا ہوا نکلا، پھر میں نے تحقیق کی، تو معلوم ہوا اس بستی میں اس قسم کے پھول بکثرت ہیں اور عبرت کی یہ چیز ہے کہ ساری بستی پتھروں کی پرستش میں مبتلا تھی۔

ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بردہ میں اسی قسم کا واقعہ ایک درخت کے پھول کا نقل کیا ہے، جس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ ''براءۃ من الرحمن الرحیم الی جنت النعیم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''

اسی طرح بعض مورخین نے نقل کیا ہے کہ ہم نے بلاد ہندوستان میں ایک درخت دیکھا جس کا پھل بادام کے برابر تھا اور اس پر دو چھلکے تھے، اوپر کا چھلکا اتارنے کے بعد اندر سے ایک سبز پتہ لپٹا ہوا نکلتا تھا جس پر سرخ رنگ میں نہایت خوشخط اور صاف طور پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اور اسی بستی کے لوگ اس درخت کو متبرک سمجھتے تھے اگر قحط پڑتا تھا تو اس کے طفیل سے بارش طلب کیا کرتے تھے اور ۸۰۹ء میں ایک انگور کا دانا پایا گیا جس کو بے شمار لوگوں نے دیکھا کہ اس پر قلم قدرت کے واضح لفظوں میں محمد لکھا ہوا تھا۔

اسی طرح ایک شخص نے ایک مچھلی پکڑی جس کے ایک بازو پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے تعظیما اس کو پکڑ کے قید کرنا پسند نہ کیا اور پھر دریا میں چھوڑ دیا، اسی طرح بحر مغرب سے بعض لوگوں نے ایسی ہی مچھلی شکار کی اور پھر تعظیما دریا میں چھوڑ دیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک پرندہ آیا جس کی چونچ میں ایک بادام تھا وہ اس نے مجلس میں ڈال دیا نبی کریم ﷺ نے اس کو اٹھا لیا اور اس میں سے ایک سبز رنگ کا کیڑا نکلا جس میں زرد رنگ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا

تھا۔(سیرت حلبیہ ج۱)

## طبرستان کے ایک بادل پر کلمۂ شہادت

بعض مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ طبرستان کے بعض گاؤں میں ایک قوم آباد تھی جو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی قائل تھی، مگر آنحضرت ﷺ کی نبوت کی قائل نہ تھی، اتفاقاً ایک سخت گرمی کے دن میں یہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ دفعتۃً ایک گہرا بادل اٹھا اور تمام بستی اور اس کے اطراف میں چھالیا بادل نہایت سفید تھا یہ بادل صبح سے چھایا ہوا تھا جب ظہر کا وقت ہوا تو اس میں دفعتۃً نہایت جلی حرفوں میں یہ کلمہ لکھا ہوا ہر خاص و عام نے دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور پھر قلم قدرت کا نوشتہ اسی طرح برابر عصر کے وقت تک باقی رہا یہ غیبی ہدایت نامہ پڑھ کر وہ لوگ سب مسلمان ہو گئے اور اکثر اسی بستی کے رہنے والے یہود و نصاریٰ اور اہل علم تھے۔

## ایک بچہ کے مونڈھوں پر کلمۂ شہادت

بعض مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بلاد خراسان میں ایک بچہ دیکھا جس کی ایک کروٹ میں قدرتی طور پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا اول ولادت سے دیکھا،

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ۷۶۲ھ ہجری میں میرے گھر میں ایک بکری کا بچہ ہوا جس کی پیشانی پر ایک دائرہ سفیدی کا تھا اور اس کے اندر نہایت خوشخط اور صاف (محمد) لکھا تھا۔

اسی طرح بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ ہم نے افریقہ میں ایک شخص دیکھا جس کی آنکھ کی سفیدی میں نیچے کی جانب سرخ حرفوں میں نہایت خوشخط یہ کلمہ لکھا ہوا تھا، (محمد رسول اللہ)

شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لواقع الانوار باب قواعد السادۃ صوفیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جس روز میں اس باب کی تحریر پر پہنچا ہوں تو علامات نبوت میں سے ایک عجیب چیز کا مشاہدہ کیا کہ ایک شخص میرے پاس ایک بکری کے بچہ کا سر لے کر آیا جس کا گوشت بھون کر وہ کھا چکا تھا اور اس کی پیشانی پر قلم قدرت کا یہ نوشتہ موجود تھا

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ارسلہ بالھدیٰ و دین الحق یھدی بہ من یشاء یھدی بہ من یشاء“

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اس قصہ کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اس نوشتہ قدرت میں ''بہدی بہ بہدی بہ'' دو مرتبہ لکھا ہے یہ کسی خاص حکمت پر مبنی ہے، کیونکہ یہاں سہو کا احتمال نہیں اور ممکن ہے کہ حکمت اس کی غائت تاکید ہو۔

امام المحدثین زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ہشام بن عبدالملک کے پاس جانے کے لئے گھر سے نکلا جب بلقاء میں پہنچا تو ایک پتھر دیکھا جس پر عبرانی زبان میں کچھ عبارت لکھی ہوئی تھی میں نے اس کو اٹھالیا اور عبرانی جاننے والے بزرگ سے اس کے پڑھنے کے لئے عرض کیا جب اس نے پڑھا تو ہنسنے لگا اور کہا کہ عجیب بات ہے اس پر لکھا ہوا ہے، ''باسمک اللّٰھم جآء الحق من ربک بلسان عربی مبین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کتبہ موسیٰ بن عمران

ترجمہ:۔یا اللہ تیرے نام سے شروع کرتا ہوں حق آپ کے رب کی طرف سے عربی فصیح زبان میں آگیا، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (لکھا ہے اس کو موسیٰ بن عمران نے)

**(ف)** یہ کائنات عالم کی ہر نوع حیوانات و نباتات و جمادات ہیں کہ اپنی زبان بے زبانی کے ساتھ حقانیت اسلام اور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کی شہادت دے رہی ہیں، افسوس کہ بہت سے بد بخت اور غافل انسان ان کو دیکھ کر اور سن کر بھی متنبہ نہیں ہوتے۔

گفتم ایں شرط آدمیت نیست
مرغ تسبیح خواں وتو خاموش

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

# ملفوظات حکیم الامت

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ — جلد ۱۰ص ۱۳۸

# جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عجیب شان

ایک سلسلہ تنبیہ میں فرمایا کہ رانڈ روتا روئے دوسروں کی حکایات سے کیا حاصل جس کو اپنی فکر ہوگی اسے دوسروں کی حکایات کی فرصت ہی کہاں ملے گی ایک بزرگ فرماتے ہیں

چوں چنیں کاریست اندر رہ ترا

کواب چوں می آید اے ابلہ ترا

جناب رسول اللہ ﷺ باوجود اس کے کہ آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے وعدے ہوگئے تھے لیکن پھر بھی حدیثوں میں آپ کی یہ شان آئی ہے "کان دائم الحزن و طویل الفکرۃ "یعنی آپ ﷺ ہمیشہ محزون اور ہر وقت سوچ میں رہتے تھے حالانکہ آپ ﷺ پیغمبر تھے اور پیغمبر بھی ایسے کہ پیغمبروں کے سید لیکن پھر بھی آپ ﷺ آخرت کی فکر سے ہمیشہ بے چین ہی رہتے تھے اور جیسا کہ امور آخرت کا علم آنحضرت ﷺ کو تھا، اگر کسی اور کو ہوتا اس کا تو مارے خوف کے دم ہی نکل جاتا مگر یہ آپ ﷺ کا تحمل تھا کہ باوجود ایسے استحضار اور دوام مشاہدہ اور غلبہ حزن وفکر کے آپ ﷺ ہنستے بھی تھے اہل بیت کے حقوق بھی ادا کرتے تھے اپنے اصحاب میں بھی بیٹھتے اٹھتے تھے۔ یہ آپ ﷺ نے اپنے منصب کی رعایت کی کہ اتنے بڑے غم کو بھی برداشت کرلیا ورنہ بہت سے لوگ تو مر مر گئے ہیں۔ایک بزرگ رات بھر عبادت ہی میں گذار دیتے ان کی بیوی کہتی کچھ تو آرام کرلو ان کے کہنے سے تھوڑی دیر لیٹ جاتے لیکن پھر گھبرا کر اٹھ بیٹھتے اور کہتے کہ کیا کہوں تمہارے کہنے سے لیٹا تو تھا لیکن یہ آیت لیٹنے نہیں دیتی "قوا انفسکم واھلیکم نارا" اور پھر عبادت میں مشغول ہوجاتے، یہاں جب حاجی صاحب تشریف رکھتے تھے تو حافظ عبدالقادر جو حضرت کے شاگرد بھی تھے اور مرید بھی رات کو یہیں سردی میں حضرت کے چارپائی کے نیچے لیٹتے تھے، حضرت کی چارپائی بہت مکلف تھی نواڑ سے بنی ہوئی رنگیں پائے بیچ بند کیے ہوئے، لوگ یوں سمجھتے تھے کہ نوابوں کی سی زندگی بسر کررہے ہیں لیکن حال یہ تھا کہ مجھ سے خود حافظ عبدالقادر کہتے تھے کہ عشاء کے بعد حضرت اول میں چارپائی پر آکر لیٹ جاتے بس اس وقت تو سب نے دیکھ لیا کہ حضرت عشاء کے بعد سو رہے ہیں لیکن جب سب نمازی چلے جاتے تو موذن سے دروازہ بند کرالیتے اور مسجد میں مصلے بچھا کر ذکر میں مشغول ہوجاتے حافظ صاحب کہتے تھے کہ

رات بھر میں شاید تھوڑی ہی دیر آرام فرماتے ہوں کیونکہ جب آنکھ کھلی حضرت کو مسجد میں بیٹھے ہوئے ذکر میں مشغول ہی دیکھا اور کوئی دن ناغہ نہ جاتا تھا کہ روتے نہ ہوں اور بڑے درد سے بار بار یہ شعر نہ پڑھتے ہوں

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن گر بدم من سر من پیدا مکن

تو حضرت جس کو منزل پر پہنچنا ہوگا وہ رات ہو یا دن جب وقت ملے گا چل پڑے گا ہم غافل ہیں بس جہاں ہیں وہیں دھرے ہوئے ہیں، اب لوگ بجائے اپنی فکر دین کے رات دن اسی مشغلہ میں رہتے ہیں کہ فلانا ہمارا معتقد ہوجائے ہمارے بزرگ کا معتقد ہوجائے۔ ارے کیا رکھا ہے کسی کے معتقد ہوجانے میں اگر معتقد ہو ہی گیا تو کے ٹکے مل گئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آج کل کسی کے مرنے پر اس کا بڑا حق یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی یادگار بنائی شروع کردی جلوس نکالا اس کا یوم وفات منایا رزولیشن پاس کردیا۔ اخباروں میں چھاپ دیا کہ فلانا فلانا شریک ہوا بھلا اس سے اس بیچارے کو کیا نفع پہنچا۔ میری چھوٹی ہمشیرہ کا جب انتقال ہوا تو میں اس زمانہ میں جامع العلوم کانپور میں مدرس تھا۔ جس وقت اس خبر کی اطلاع کا خط آیا میں درس دے رہا تھا۔ گو میں نے درس موقوف نہیں کیا نہ طلبہ کو اس کی خبر ہونے دی لیکن پھر بھی آخر بہن تھیں، چہرہ سے غم کے آثار سب پر ظاہر ہوگئے یہاں تک کہ طلبہ نے پوچھا کہ کیا خط میں کوئی رنج کی بات لکھی ہے اس وقت میں نے ظاہر کردیا کہ ہاں میری بہن کا انتقال ہوگیا۔ اس پر سب نے کہا کہ ہم آج سبق نہیں پڑھیں گے میں نے کہا کہ میاں پڑھو بھی اس کو ثواب ہوگا فائدہ ہوگا لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں آج تو جی نہیں چاہتا، پھر میں نے اصرار نہیں کیا، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اب ہم اجازت چاہتے ہیں کہ ہم سب قرآن شریف پڑھ کر مرحومہ کو ایصال ثواب کریں، میں نے کہا کہ بھائی تمہاری خوشی ہے میں تو اپنے دوستوں کو اس کی بھی تکلیف نہیں دینا چاہتا، یوں بطور خود اپنی محبت سے ایصال ثواب کریں تو اختیار ہے ایصال ثواب کی فضیلت بھی بہت ہے اس لئے میرے طرف سے اجازت ہے گر ایک طریق سے، وہ یہ کہ جمع ہو کر نہیں بلکہ اپنے اپنے حجروں میں بیٹھ کر تاکہ جس کا جتنا جی چاہے پڑھے جس کا جی چاہے نہ پڑھے۔ پھر میں نے یہ بھی کہہ دیا کہ مجھے اطلاع نہ کرنا کہ کس نے کتنا بخشا ورنہ اطلاع کی ضرورت سے ہر شخص یہ چاہے گا کہ کم ازکم پانچ پارے تو پڑھوں حالانکہ اگر میری اطلاع کے لئے پانچ پارے پڑھے تو ان کا ایک حرف بھی مقبول نہیں بخلاف اس کے اگر کسی نے خلوص سے صرف ایک بار قل ہو اللہ پڑھ کر بخشا تو یہ قل ھو اللہ مقبول ہے اور مرحومہ کے حق میں نافع اور وہ پانچ پارے مقبول اور نافع نہیں چنانچہ جس کو جتنی توفیق ہوئی اس نے بطور خود بلا مجھے اطلاع کئے ہوئے

آزادی اور خوشدلی کے ساتھ پڑھ کر بخش دیا تو کسی کے مرنے پر کرنے کے کام تو یہ ہیں۔ اب میں جلسہ کرنا مرحومہ کی تعریفیں کرنا، اظہارِ غم کا رزلیشن پاس کرنا، اخباروں میں شائع کرا دینا، مدرسہ میں تعطیل کر دیتا تو اس سے اس مرحومہ کو کیا فائدہ ہوتا بلکہ جو مدح سمجھی جاتی ہے اس کے بارے میں تو بصورتِ خلاف واقع ہونے کے حدیث میں آیا ہے کہ مردے سے سوال ہوتا ہے حکذا کنت کیا تو ایسا ہی تھا، لیجئے تعریفوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ باز پرس ہو رہی ہے اور ملامت کی جارہی ہے۔ لیجئے یہ انعام ملا ان محبین اور معتقدین کی محبت اور اعتقاد کی بدولت کہ باز پرس میں ڈال دیا۔ گو اس کا کوئی جرم نہیں مگر باز پرس پر آخر اس کو تو خطرہ کا احتمال ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن یہ سوال ہوگا حالانکہ وہ الزام سے بالکل بری ہیں

''و اذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون اللہ''

یعنی کیا آپ نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو، جس کا وہ یہ جواب دیں گے

''قال سبحنک مایکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب''

لیکن پھر بھی باز پرس سے شرمندگی تو ہوگی۔ یہ کس کی بدولت، یہ ان کے اعتقاد کا ثمرہ ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

حضرت الشیخ نے فرمایا

''الا ان نصر اللہ قریب'' (سورۂ بقرہ آیت ۲۱۴) کی تفسیر میں فرمایا کہ مدد دو طرح سے ہوتی ہے :

ایک تو اسباب بہت زیادہ مضبوط ہوں۔

دوسرے مسبب سے تعلق انتہائی مضبوط ہو۔

## ملفوظاتِ محدث کشمیری

امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ص ۵۱

## حضرت شیخ الہند کے ایک شعر پر قادیانیوں کے وکیل کا اعتراض اور اس کا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جواب

سبب صریحی: یہ ظاہر ہے اور میں نے اس کو بھی ثابت کیا ہے اور اس سلسلے میں مرزا کا یہ شعر پڑھ کر سنایا

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس پر وکیل مرزائیین نے اعتراض کیا کہ مولانا محمود الحسن صاحب (شیخ الہند) کے ایک شعر میں بھی ایسا ہی مضمون ہے، اس کا کیا جواب ہے؟ وہ شعر یہ ہے

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا اس مسیحائی کو دیکھیں ذرہ ابن مریم

اس پر عدالت میں جو ہزاروں کا مجمع تھا اور ان میں ہندو بھی تھے، ذرا گھبرائے کہ شاید مجھ سے اس کا جواب نہ ہو سکے، تو میں نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی اور کہا کہ شعر میں ایک تو شاعری ہوتی ہے، دوسرے جھوٹ (احسنہ کذبہ، کہ شعر میں جتنا زیادہ جھوٹ ہو وہ اتنا ہی زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے) اور تیسرے مبالغہ شاعری میں تخیل اور خیال آفرینی ہوتی ہے یعنی حقیقت شئے کے آس پاس آنا اور خود اس کو ظاہر نہ کرنا جس کا مقصد اچنبے میں ڈالنا ہوتا ہے، اور یہ بھی قابل ذکر ہے کہ کسی چیز کی حقیقت کو بتانا یہ خاصہ خدا کا ہے کہ وہی اشیاء کے حقائق کو کما ہی بلا کم و کاست بیان کر سکتا ہے دوسرا نہیں۔

پس شاعر اپنے شاعرانہ جذبات میں یہ ظاہر ہی نہیں کرنا چاہتا کہ میں کوئی حقیقت بیان کر رہا ہوں نہ وہ اس کا مدعی ہوتا ہے۔ البتہ اپنے کسی اچھوتے تخیل یا خیال آفرینی کی صرف داد چاہتا ہے۔

چنانچہ حضرت الاستاذ مولانا شیخ الہند کی مراد یہ ہے کہ ہمارے مشائخ طریقت وشریعت نے مردہ دلوں کو زندہ کیا اور زندہ دلوں کو مرنے نہ دیا، اس مصرع میں صرف دل کا لفظ محذوف ہے جس سے شاعر نے اچنبے میں ڈالا ہے اور خیال آفرینی کی داد چاہی ہے۔

پھر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں بڑے مشہور اور نامور پیغمبر گزرے

ہیں اس لئے ان کو اس میں سب سے بڑا فرض کیا ہے اور دوسرے مصرع سے منشاء یہ ہے کہ وہ دیکھیں تو اس کی داد دے سکتے ہیں جیسے بڑے چھوٹوں کی کارگزاری پر داد دیا کرتے ہیں۔

لہٰذا حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے شعر میں خالص ایمان ہے اور مرزا کے شعر میں خالص کفر ہے کیونکہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس منقبت احیائے موتیٰ میں سب سے زیادہ معظم ومکرم قرار دے کر اپنے اکابر کو بھی انکے چھوٹوں کے مرتبے میں قرار دے کر اپنی طرف سے حضرت مسیح علیہ السلام کی بڑی سے بڑی عظمت کا اقرار فرمایا ہے اور اس کے برعکس مرزا صاحب نے اپنے شعر کے پہلے مصرع میں تو حضرت مسیح علیہ السلام کے ذکر مبارک سے اعراض کی تلقین کی جیسے کسی کمتر کے ذکر کو ناقابل التفات سمجھ کر ایسا کیا جاتا ہے اور دوسرے مصرع میں مزید اہانت یہ کی کہ صاف طور سے کہہ دیا کہ اس سے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام سے بہتر غلام احمد ہے (**نعوذ باللہ من ھذا الکفر**) اس سے زیادہ کفر کی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔

دوسرے شعر میں جھوٹ ہوا کرتا ہے اور اس کا قائل اس کے جھوٹ ہونے کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔

تیسرے مبالغہ ہوا کرتا ہے کہ شاعر چھوٹی چیز کو بڑا دکھلاتا ہے اور خود قائل بھی سمجھتا ہے کہ یہ غلط ہے۔ اگر کسی مجمع میں اس سے دریافت کیا جائے تو وہ اس کے زائد از حقیقت ہونے کا اقرار کرلے گا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

## حضرت الشیخ نے فرمایا

امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابیں جب ترکی کے شیخ الاسلام مصطفیٰ صبری نے دیکھیں تو کہا کہ "ماشاء اللہ مولانا انور شاہؒ نے دین کی کتابیں بالکل ٹھنڈے سینے سے دیکھی ہیں"۔ اس بات کا اظہار شیخ مصطفیٰ صبری نے اپنی مشہور کتاب "**موقف العلم والعقل والعلماء من رب العالمین**" میں بھی کیا ہے۔

# مکتوباتِ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۱۱ ج ۴ ص ۲۴۳

## حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے نام

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج مبارک

مفصل والا نامہ باعث سرفرازی ہوا، یاد آوری کا شکرگزار ہوں، آپ نے میری عرائض کی طرف توجہ فرمائی اس کا شکریہ پیش کرتا ہوں جناب کے والا نامہ سے بہت سی غیر معلوم باتیں معلوم ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کی مدد فرمائے اور اپنی خاص نعمتوں سے نوازے، آمین۔ آپ نے طلبہ کے داخلے میں جس عالی حوصلگی اور وسعتِ قلبی کا ثبوت دیا ہے، بلاشک موجب اجر جزیل اور شکر جمیل ہے۔

میرے محترم قومی اور اجتماعی کاموں میں ایلوے کے گھونٹ پینے پڑتے ہیں بلکہ جس قدر زیادہ خدمات انجام دینی ہوتی ہیں اسی قدر زیادہ صبر وتحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بہت ہی زیادہ مصائب کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل شاہد عدل ہے۔ قرآن میں جس قدر صبر کے لئے آیات ہیں، کسی اور خلق اور عمل کے لئے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑا منصب دیا ہے اس میں آپ کو بہت زیادہ تحمل اور صبر کی ضرورت اور بہت زیادہ خدمتِ خلق کا موقع ہے۔ اس طرح آپ کے لئے خدمات مفوضہ کو باحسن الوجوہ انجام دینے پر بہت زیادہ اجر وثواب بھی ہے۔

میرے محترم ان کاموں کو انجام دینے میں اجتماعی فلسفہ ہی کو کام میں لانا پڑے گا، انفرادی اشغال میں آپ مخلی بالطبع ہوسکتے ہیں اور استبداد کو کام میں لاسکتے ہیں کوئی آپ کا معارضہ نہیں کرسکتا، راحت اور آرام کی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ مگر اجتماعی زندگی کا فلسفہ ہی اور ہے یہاں قدم قدم پر کانٹے ہیں اور دلآزاری ہے۔

بھنورا تو بھی پھول کا کلی کلی رس لے کانٹا لاگے پریم کا تڑپ تڑپ جیودے

مت گھبرائیے اور صبر واستقلال اور عالی ہمتی اور خوشدلی کے ساتھ اس باغ محمدی ﷺ کو سرسبز وشاداب کیجئے، فیوض قاسمیہ کو چاردانگ عالم میں منتشر کیجئے، ٹھوکریں لگیں تو آدمت کیجئے

”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ“

صبر کن حافظ بسختی روز و شب

عاقبت روزے بیابی کام را

اخلاص وللہیت، تقویٰ اور خشیت کو ہاتھ، دل اور زبان میں محفوظ رکھئے یہی قاسمیت ہے، یہی رشیدیت ہے اور یہی امدادیت ہے، کان اللہ فی عونکم، زمانہ کی تیز و تند ہوائیں چلیں گی، سمندروں کی موجیں تھپیڑے ماریں گی، خواہشات کے زلزلے آئیں گے، اصحاب اغراض جھڑجھڑائیں گے، مگر آپ کو ہمالیہ بنا چاہیے پر وامت کیجئے اور سعی پیہم میں مردانہ وار گام زنی کرتے رہیے حضرت مولانا قاسم قدس سرہ العزیز نے اگر لوگوں کی چپلیں بھر بھر کر اور پاؤں دبا دبا کر ان کو اوپر لانے کا شیوہ اختیار کیا تھا، تو ان کے اخلافِ صدق کو اس میں آڑ نہ آنی چاہیے اور نہ ہی گھبرانا چاہیے اور ہمت بلندی ڈنی چاہیے۔ حسن تدبیر اور حکمتِ صدق کو اختیار کر کے سلفِ صالح اور ان کے فیض کو زندہ کرنا چاہیے ہم ناکارہ بدنام کنندہ نکو ناماں آپ کے ساتھ ہیں حسبِ طاقت خدمات انجام دیتے رہے ہیں اور ان شاء اللہ دیں گے۔

واللہ یھدینا و ایاکم لما یحبه و یرضاه

آمین	والسلام

ننگِ اسلاف حسین احمد غفرلہ

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

حضرت الشیخ نے فرمایا

شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند، دار الحدیث کے اندر تنخواہ لیا کرتے تھے تاکہ طالبِ علموں کو یہ پتہ چل جائے کہ یہ تنخواہ لینا حرام نہیں ہے۔

# خطباتِ حکیم الاسلام

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمہ اللہ		ج ۲ ص ۲۵۵

## ردِ عیسائیت پر ایک دلچسپ واقعہ

مجھے واقعہ یاد آیا کہ دار العلوم دیوبند کا ابتدائی دور ہے دار العلوم کے سب سے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم کامل عارف باللہ صاحب کشف وکرامت تھے بڑے اکابر اولیاء میں سے تھے ان کے دور میں دار العلوم کا ایک طالبعلم تھا وہ کوئی منتہی نہ تھا کہ حدیث قرآن پڑھ رہا ہو، ابتدائی کتابیں پڑھ رہا تھا وہ کہیں ڈیرہ دون چلا گیا وہاں وعظ کہنے لگا، وہاں پر عیسائیوں کے بڑے بڑے چرچ اور اسکول وکالج بھی ہیں۔وہاں ایک پادری صاحب وعظ کہہ رہے تھے لوگ بیٹھے ہوئے تھے یہ طالب علم بھی شریک ہوگیا، پادری صاحب کہہ رہے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کو وہ اپنے طور پر ثابت کرر ہا تھا طالب علم اس سے الجھ پڑا، طالب علم نے کہا یہ بالکل غلط ہے خدا کی اولاد کیسے ہوسکتی ہے؟ اس نے دلائل دینے شروع کئے ،اس نے دلائل توڑنا شروع کردئے مگر وہ پادری بڑا سمجھدار تھا، یہ بے چارہ مبتدی طالب علم تھا پادری کے سامنے چل نہ سکا عوام پر اس کا بہت برا اثر پڑا،عوام کو کیا خبر تھی کہ یہ طالب علم ہے وہ تو یہ سمجھے کہ دار العلوم دیوبند کا ایک عالم ہے پادری نے اس کو ہرادیا اور وہ پادری کے آگے بول نہ سکا، اب اس کی تحقیق کون کرتا کہ یہ شرح جامی پڑھتا ہے حدیث وقرآن پڑھا ہوا نہیں ہے۔

قریب میں ایک بھٹیارے کی دکان تھی وہ کھانا بیچتا تھا اس کو بڑی غیرت آئی اس نے کہا ہمارا دار العلوم دیوبند اور بدنام ہوجائے ،وہ دکان سے کود کے آگیا اور طالب علم کو ایک طرف کردیا اور کہا مولوی صاحب یہاں سے ہٹ جاؤ یہ پادری جاہل ہے اور جاہل سے جاہل نمٹ سکتا ہے، عالم کا کام نہیں، اسے میں سمجھاتا ہوں اس طالب علم کو بھی غنیمت معلوم ہوا کہ جان چھوٹی آرام تو پایا وہ بے چارہ پریشان ہو رہا تھا۔ بھٹیارہ آگے آیا اور کہا ہاں جی پادری صاحب کیا کہتے ہو؟ کہا ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، اچھا آپ یہ کہتے ہو وہ اللہ کے بیٹے ہیں؟ اللہ میاں ان کے باپ ہیں،(بھٹیارے نے پوچھا) اللہ میاں کی عمر کتنی ہوگی؟ پادری بولا، بے وقوف اللہ میاں کی عمر اللہ ازل وابد سے ہیں،ان کی عمر کیسے معلوم ہو عمر تو اس کی پوچھ جو پہلے نہ ہو بعد میں ہوگیا ہو اور پھر ختم ہوجائے ،فلاں تاریخ پیدا ہوا اور فلاں تاریخ انتقال ہوگیا۔ یہ بیچ میں اس کی عمر ہے جو ازل سے ابد الآباد تک ہے اس کی عمر تھوڑی پوچھی جاتی ہے، یہ تو بڑی بے ادبی کی بات ہے۔بھٹیارے نے کہا کہ اتنی لمبی زندگی

میں کتنی اولاد ہوئی ؟ کہا کہ ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام، بھٹیارے نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ ارے میں بھٹیارا باون برس کی عمر میں ۱۲بچوں کو جنوا چکا ہوں اور اللہ میاں کی لاکھوں کروڑوں اور اربوں، کھربوں سال عمر اور ایک اولاد، بارہ اولاد تو صرف میری ہوگئی یہ ہٹے کٹے جوان سامنے پڑے ہوئے ہیں، اب پادری غریب کے پاس اس کا کیا جواب تھا، وہ کچھ کہنے لگا تو عوام نے کہا کہ ٹھیک تو کہہ رہا ہے بھٹیارہ بیچارہ۔ جب اتنی بڑی عمر ہے تو اربوں کھربوں آل اولاد ہونی چاہئے لے دے کہ صرف ایک اولاد، یہ تو انسانوں میں بھی عیب کی بات سمجھی جاتی ہے کہ عمر تو سوبرس اور لے دے کہ بچہ ایک ہی پیدا ہو۔ لوگ کہیں گے کہ کس چکی کا کھایا تو نے؟ کوئی جان بھی ہے تیرے اندر؟ یا نہیں۔ تو اتنی لمبی عمر ازل سے ابد تک، طاقت دیکھو تو لامحدود اور بیٹا کل ایک تو عوام پر اتنا اثر ہوا کہ لوگوں نے تالیاں پیٹ دیں کہ ہار گیا پادری اور وہ بیچارہ چلا رہا ہے کہ بات تو سنو۔ لوگوں نے کہا کہ تو جھوٹا ہے تیرے سے جواب نہیں بن رہا۔ غرض مسلمان مناظرہ جیت گئے اور اشتہار دے دیا کہ پادری صاحب ہار گئے اور مسلمان جیت گئے۔ خیر مجھے بات یہ کہنی تھی کہ یہ واقعہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو مولانا نے فرمایا کہ بھٹیارے نے یہ جواب بڑا عالمانہ دیا مگر اس کے پاس علمی الفاظ نہ تھے بات جو کہی وہ بڑی علمی تھی۔

فرمایا کہ اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ اگر اللہ کے لئے اولاد ہونا کوئی کمال کی بات ہے تو اللہ پاک کا ہر کمال لامحدود ہوتا ہے تو اولاد بھی بے انتہاء ہوتی کہ کوئی گنتی نہیں ہوسکتی اور اگر اللہ کے لئے اولاد کا ہونا کوئی کمال نہیں تو ایک بیٹا ہوگا وہ بھی عیب ہوگا تو ایک اولاد سے بھی بری ہے تو فرمایا یہ مطلب تھا بھٹیارے کا مگر اس کے پاس علم کے الفاظ نہیں تھے بیچارے نے اپنے جاہلانہ انداز میں ایک بات کہی مگر سچی کہی۔

یہی حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ''ما کان لنا ان نشرک باللہ من شیء '' کہ ہمارے لئے یہ زیبا نہیں کہ اللہ جیسی برتر مقدس اور بے مثل ذات کے ساتھ شریک کریں، اعتقاد یا عبادت میں شریک کریں، عبادت میں شریک نہ کریں تو افعال میں شریک کریں۔

# جامعہ عربیہ احسن العلوم میں ختم بخاری شریف کی پر رونق تقریب

محمد ہمایوں مغل

۱۴ رجب بمطابق ۷ جولائی بروز پیر علماء، طلبہ اور عوام الناس کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کی طرف رواں دواں ہے، لوگ ہیں تو لاتعداد، گاڑیاں ہیں تو ان گنت، خریداری کے لئے اسٹال ہیں تو بے شمار گویا کہ ایسا لگ رہا ہے کہ ایک اور نیا شہر اس جگہ پر آباد ہونے جا رہا ہے۔ یہ جامعہ عربیہ احسن العلوم میں ختم بخاری کے روز گہما گہمی کا منظر تھا۔

صبح فجر کی نماز کے بعد سے ہی لوگوں نے جامعہ کا رخ کرنا شروع کر دیا اور جامع مسجد احسن میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ انتظامات تو ایک رات پہلے سے ہی ہو رہے تھے۔ کیونکہ یہ کوئی معمولی موقع نہیں تھا اور نہ ہی کوئی چھوٹی تعداد طلبہ کی فارغ ہونے والی تھی۔

اس سال جامعہ عربیہ احسن العلوم، دورۂ حدیث شریف میں شریک طلبہ کی تعداد ۳۷۸ تھی اور جن طلبہ کی دستار بندی ہوئی ان کی تعداد ۳۲۳ تھی اور شعبۂ بنات میں ۲۲ تھی۔ جنہوں نے ۱۰ سال علوم دینیہ شرعیہ پڑھ کر یہ دستارِ فضیلت حاصل کی۔ تخصص فی الفقہ الاسلامی میں متخصصین کی تعداد ۲۰ تھی اور شعبۂ بنات میں خواتین متخصص کی تعداد ۷ تھی۔ شعبۂ حفظ میں جامعہ احسن العلوم اور جامعہ کی مختلف شاخوں سے قرآن کریم کا حفظ مکمل کرنے والے طلبہ کی تعداد ۲۹ ہے۔

درس کی ابتداء سے پہلے دورۂ حدیث کے طلبہ نے تلاوتِ قرآن کریم، حمد، نعت اور نظمیں پیش کیں۔ حضرت الشیخ نے تشریف لانے کے بعد فرمایا کہ

"پہلے طلبہ کی دستار بندی ہوگی اور پھر درس ہوگا"

مہمانانِ گرامی نے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کے سروں پر دستارِ فضیلت باندھی اور حضرت

الشیخ نے ان کے لئے مختلف انعامات کا اعلان کیا اور انعامات تقسیم ہوئے۔

درس شروع ہونے سے پہلے حضرت الشیخ نے جامعہ کے شعبۂ انٹرنیٹ کو ہدایت دی کہ

''درس کو براہِ راست نشر کریں کیونکہ باہر ممالک میں بھی ہمارے چاہنے والے اسی طرح ختمِ بخاری کے احترام میں مجلس لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور فون پر مجھ سے کہا ہے کہ ہمیں بھی اس مجلس میں شریک ہونا ہے اور اس کے فیوض اور برکات حاصل کرنے ہیں''

دستار بندی کے بعد شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس خود دیا اور فرمایا

''دورۂ حدیث حقیقت میں یہ ہے کہ ۱۴۰۰ سال سے علماء نے ایک عالم ربانی اور دینی نظر اور ہدایت کے لئے وہ قابل کفایت علوم جو ضروری سمجھے ہیں، عالم کو پڑھائیں اور اس سے تکمیل اور فراغت کے بعد اسے حصول فارغ تحصیل تمام کہا جاتا ہے اور اس کے سر پر دستارِ فضیلت رکھی جاتی ہے''

مدارس کے نظام کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

''سب سے پہلے بغداد میں جامعہ نظامیہ بنا تھا اور اس میں ایک نصاب ترتیب دیا گیا تھا اور بعد میں دہلی کے علماء نے اس سلسلے میں ایک منشور دیا تھا اور پھر دارالعلوم دیوبند میں شیخ الہند رحمہ اللہ نے ایک نصاب ترتیب دیا جو اپنے زمانے کے مسندِ زمانہ تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کے درمیان میں تقریباً ۱۰۰ سال ہیں۔ علماءِ دہلی میں شاہ عبد العزیز مسندِ زمانہ تھے اور بعد میں شیخ الہند رحمہ اللہ نے یہ منصب سنبھالا''

امام بخاری رحمہ اللہ اور درس بخاری کے بارے میں حضرت الشیخ نے فرمایا کہ

''ختمِ بخاری کا درس اور آخری حدیث کا یہ سبق بہت اہم ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کو جب بادشاہ نے کہا کہ میرے بچوں کو دربار میں آکر پڑھاؤ تو آپ نے انکار کر دیا، پھر کہا کہ اپنے

پاس ان کے لئے جگہ الگ مقرر کردو تو آپ نے فرمایا کہ یہ نبی کی احادیث کا درس ہے یہ کسی کی میراث نہیں ہے۔ اس درس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے آپ سب حضرات کو شریک فرمایا ہے، اس کے لئے انہوں نے شہزادوں کی بھی پروا نہیں کی، اس کے بعد ان پر جو بھی بیتی وہ تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کی ان کے مقابلے میں ثابت قدمی اور حق پر ڈٹائی بھی تاریخ کا ایک روشن اور درخشاں باب ہے جس پر امت محمد یہ قیامت تک ناز وفخر کرتی رہے گی"

علماء کرام کی ذمہ داری کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

"علماء کے ذمہ دو اہم منصب ہیں، ایک دین کا بیان اور اس کے لئے شوکت اور برہان جسے آپ دلیل کہتے ہیں، اس کے لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے وحی کا باب قائم کیا، ایمان کا باب قائم کیا علم کا باب قائم کیا اور یہ پوری کتاب سجائی۔ اس کے بعد دوسرا منصب ہے باطل کا رد، قرآن میں انبیاء کا منصب بیان ہوا ہے "واعبدوا اللّٰہ"، " ولا تشرکوا بہ شیئا "، "اعبدو اللّٰہ" یہ توحید ہے اور "ولا تشرک" یہ شرک کا رد ہے۔ ہر دور اور ہر زمانے میں ہر باطل کا رد کرنا اس دور کے علماء کی ذمہ دری ہے۔ یہ انبیاء کرام کا منصب تھا اور ان کے بعد ان کی اتباع میں یہ منصب ان کے جانشین ہر دور اور ہر زمانے کے علماء کا ہے"

اس کے بعد حضرت الشیخ نے بخاری کی آخری حدیث پر محقق اور مدلل کلام فرمایا اور اس کے بعد مفصل دعا فرمائی۔

# احسن المفاہیم

انتخاب وترتیب حافظ محمد انور شاہ سلمہ

## حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

آں مسلمانان کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند (اقبال)

مذکورہ بالا شعر کی جھلک ہمیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات میں دکھائی دیتی ہے جو تاریخ الخلفاء از حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے ماخوذ ہیں۔

آپ کے بلند مرتبہ کا اندازہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول مبارک سے لگایئے جو آپ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سن کر فرمایا کہ افسوس آج دنیا کا سب سے بہتر آدمی اس جہاں سے رخصت ہوگیا؛

نیز حضرت مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص زاہد ہوسکتا ہے تو وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔دنیا آپ کے سامنے آئی مگر آپ نے اسے ٹھکرادیا۔

## لباس کی سادگی

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو آپ جو کرتہ زیب تن کئے ہوئے تھے اس میں آگے اور پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے یہ حالت دیکھ کر ایک شخص نے عرض کیا کہ امیر المومنین :جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال اور حکومت سے نوازا ہے تو آپ پہننے کے لئے کپڑے کیوں نہیں سلواتے ؟ یہ سوال سن کر آپ نے کچھ دیر تک خاموشی اختیار کی اور پھر فرمایا تونگری کی حالت میں میانہ روی اور قدرت کی حالت میں درگذر کرنا بہت بڑی چیز ہے۔

حضرت مسلمہ بن عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ جب آپ کی مزاج پرسی کرنے گئے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک میلا کرتا پہنے ہوئے ہیں۔آپ نے ان کی اہلیہ محترمہ سے کہا کہ انہیں دوسرا کرتا کیوں نہیں دیتیں۔اس پر جواب ملا کہ دوسرا کرتا نہیں ہے جو اتار کر پہن لیں۔

## خوراک میں سادگی

ایک دن آپ کے غلام ابو امیہ نے عرض کیا کہ میں ہر روز مسور کی دال کھا کر تھک گیا ہوں۔اس پر آپؒ نے فرمایا کہ میں بھی روزانہ مسور کی دال کھاتا ہوں۔

## آپ کا چراغ دان کیسا تھا

تین لکڑیوں کو کھڑا کر کے اس پر مٹی رکھ کر آپ کا چراغ دان بنایا گیا تھا۔

## رشوت کے شبہ سے تحائف لینے سے انکار کرنا

آپ کے ایک رشتہ دار نے آپ کو انار بھیجا۔مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔آپ نے غلام سے کہا کہ انار تو اچھا ہے مگر اسے بھیجنے والے کو واپس کر دیں۔اور اسے میرا سلام کہیں غلام نے عرض کیا کہ امیر المومنین! ایک تو انار آپ کے قریبی رشتہ دار نے بھیجا ہے۔دوسرا آنحضرت ﷺ بھی ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے۔لہذا اس صورت میں انار رکھ لینے میں اعتراض کی کوئی بات نہیں،مگر آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے لئے ہدیہ تھا مگر ہمارے لئے رشوت ہے۔برسر اقتدار طبقہ کے لئے اس واقعہ میں بڑا سبق ہے۔

## شاہی گارڈ نہ رکھنا

دستور تھا کہ خلیفہ کے لئے تین سو چوکیدار و کوتوال مقرر تھے۔جب آپ خلیفہ ہوئے تو سب چوکیدار اور کوتوال ہٹا دئے۔اور فرمایا۔میری حفاظت کے لئے قضا وقدر موت کافی ہے۔مجھے تمہاری ضرورت نہیں اس کے باوجود بھی اگر تم میں سے کوئی میرے پاس رہنا چاہے تو دس دینار تنخواہ ملے گی۔اور کوئی نہ رہنا چاہے تو اپنے بال بچوں کے پاس چلا جائے۔

## بیت المال سے ذاتی ضروریات پر خرچ کرنے سے احتیاط

آپ کی روزانہ تنخواہ دو درہم تھی۔ایک دن آپ کا غلام آپ کے لئے بیت المال کے شاہی باورچی خانہ سے پانی گرم کر کے لایا جب آپکو پتہ چلا تو آپ نے ایک درہم کی لکڑیاں اپنی ذاتی تنخواہ سے خرید کر بھیج دیں۔ ایک مرتبہ آپ کے اہل خانہ نے خرچ کی کمی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں کر سکتا کہ تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اور مسلمانوں کا۔

ایک روز آپ نے حرم محترم سے کہا کہ میرا دل انگور کھانے کو چاہتا ہے اگر آپ کے پاس کچھ ہو تو دیں۔ انہوں نے کہا، کہ ہمارے پاس تو ایک کوڑی نہیں۔کیا امیر المؤمنین کے پاس اتنا بھی نہیں کہ انگور لے کر کھا سکیں۔ اسپر آپ نے فرمایا کہ انگوروں کی تمنا دل میں لے جانا اس سے بہتر ہے کہ کل کو دوزخ کی زنجیروں میں جکڑ اجاؤں۔

## رعایا کی فکر

جب آپ خلیفہ ہوئے اور گھر تشریف لائے تو آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر تھی، حرم محترم نے گھبرا کر پوچھا کہ خیر تو ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ خیریت کہاں ہے، میری گردن پر آنحضرت ﷺ کی امت کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے، ننگوں، بھوکوں، بیماروں، مظلوموں، مسافروں، قیدیوں، بچوں، بوڑھوں، کم حیثیت لوگوں، عیالداروں، غرض ساری دنیا کا بوجھ میری گردن پر ہے۔اب یہ خوف دامن گیر ہے کہ کہیں قیامت کے دن ان کے بارے میں مجھ سے پرسش نہ ہو اور میں جواب نہ دے سکوں یہی خوف مجھے رلا رہا ہے۔

## مہمان کا اکرام

ایک دن رجاء بن حیوۃ آپ کے پاس مہمان تھے، چراغ گل ہو گیا، اس وقت آپ کا غلام سو رہا تھا، مہمان نے چاہا کہ چراغ جلانے کے لئے غلام کو جگا دیں مگر آپ نے منع فرمایا، مہمان نے چراغ جلانے کے لئے اٹھنا چاہا مگر آپ نے اسے بھی روکا اور فرمایا مہمان کو تکلیف دینا خلاف مروت ہے، اور خود اٹھے اور چراغ میں تیل ڈالا اور اسے جلایا جب اپنی جگہ پر لوٹے تو فرمایا کہ میں نے خود اٹھ کر چراغ جلا لیا تو ویسا ہی عمر بن عبدالعزیز رہا جیسا پہلے تھا۔

## سواری میں سادگی

جب خلیفہ سلیمان کا وصیت نامہ کھول کر پڑھا گیا تو آپ کو خلیفہ بنانے کی وصیت تھی۔اس وقت آپ

نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے کبھی اللہ تعالیٰ سے حکومت نہیں مانگی۔ پھر داروغہ اصطبل نے عمدہ گھوڑا آپ کی سواری کے لئے پیش کیا آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کیا اور فرمایا میری سواری کے لئے میرا خچر کافی ہے۔ جب داروغہ اصطبل نے آپ سے اصطبل کا خرچ مانگا تو آپ نے فرمایا کہ سب گھوڑوں کو فروخت کیا جائے اور جو قیمت ملے اسے خیرات کردیا جائے کیونکہ میرے لئے میرا خچر کافی ہے۔

## آپ کے اقوال زرین

(۱) سلف صالحین کے طریقہ پر چلو، ان کے خلاف نہ چلو، کیونکہ وہ تم سے زیادہ نیک اور زیادہ علم والے تھے۔

(۲) ہنسی اور دل لگی کی باتیں کرنے والوں کو آپ نے فرمایا۔ تم ایک نہایت ذلیل بات پر متفق ہوئے ہو جس کا انجام دشمنی ہے بہتر ہے کہ قرآن کریم پڑھو۔ حدیث شریف کا مطالعہ کرو اور ان کے معنی پر غور کرو۔

(۳) جو شخص لڑائی جھگڑے غصے اور لالچ سے بچا رہا وہ نجات پا گیا۔

(۴) اے لوگوں! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور طلب رزق میں پریشان حال نہ پھرو جو رزق قسمت میں لکھا ہے وہ اگر پہاڑ کے نیچے بھی چھپا ہوگا تو پہنچ کر رہے گا۔

(۵) ایک شخص کو فرمایا کہ تم اپنے بیٹے کو فقہ اکبر پڑھاؤ۔ اس نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے۔؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ہے (۱) قناعت (۲) اور مسلمانوں کو ایذا نہ دینا۔

اگر ہم سوچیں تو آپ کے واقعات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

''فهل من مدكر''